شاہ ولی اللہ ص ۳۶ و ص ۳۷ — حضرت مجدد الف ثانی

کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے جواز پر زبردست تحقیق

اِقَامَۃُ الْقِیَامَہ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولینا شاہ احمد رضا خاں

قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

مکتبہ رضویہ ○ لاہور

کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا دلائل قاہرہ سے ثبوت
۱۲۹۹ھ
اِقامۃُ القیامۃ علیٰ طاعنِ القیام لنبیِّ تِہامۃ
الجزاءُ المُہیا لاِعلمۃِ کنہیا
۱۳۲۰ھ
از اعلیٰحضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی
قدس سرہ العزیز
ناشر:
مکتبہ رضویہ عثمانیہ جامع مسجد انجمن شیدا ظ لاہور
عقب مسجد افغاناں
قیمت ۲/۲۵

حُبِّ پیغمبر کی دُنیائے جمیل

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی شخصیت اس قدر دلآویز ہے کہ جس پہلو سے انہیں
دیکھا جائے اسی اعتبار سے ہدیۂ دل پیش کرنے کو جی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپکو کم وبیش پچاس علوم میں وہ کمال
بصیرت عطا فرمائی تھی کہ آپ کے معاصرین کو ان علوم میں سے بعض میں بھی اس بصیرت کا عشر عشیر حاصل نہ تھا آپکی ایک
ہزار کے لگ بھگ بلند پایہ تصنیفات خصوصاً فتاویٰ رضویہ کی بارہ ضخیم جلدوں کو دیکھ کر آپ کی جلالت علمی
دقت نظری، نکتہ آفرینی، قوت استدلال، قرآن وحدیث اور کتب سلف پر گہری نظر کا اعتراف کرنے پر ہر
موافق و مخالف مجبور ہو جاتا ہے آپ کے فضل و کمال علمی کا سکہ عرب وعجم کے علماء نے تسلیم کیا آپ نے تمام
عمر دین متین کی خدمت میں صرف کر دی تیرہویں صدی کے آخر اور چودہویں صدی کی ابتداء میں آپ کے علم و فضل
کا آفتاب نصف النہار کو پہنچ کر پوری تابانی سے چمک رہا تھا پھر اسکی روشنی بڑھتی ہی رہی آپ کی پوری زندگی
اتباع وحب مصطفیٰ سے عبارت تھی انہی وجوہ کی بناء پر علمائے حق نے آپکو موجودہ صدی کا مجدد برحق تسلیم کیا
صرف تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں فتویٰ نویسی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا اور آخر عمر تک
اسے سرانجام دیا حق گوئی و بیباکی آپکا شیوہ تھا۔ دوسری دفعہ حج بیت اللہ کو گئے تو وہاں حکومت کیجانب سے متعین خطیب نے
خطبہ میں پڑھا وارض عن اعمام نبیک الاطائب حمزۃ والعباس وابی طالب " اے اللہ تو اپنے نبی کے پاکیزہ چچوں حمزہ
عباس اور ابی طالب سے راضی ہو یعنی ابو طالب کا بھی ذکر تھا۔ یہ ایک نئی بدعت واضح طور پر جانب حکومت سے تھی اعلیٰحضرت
قدس سرہ نے سنتے ہی بلند آواز سے کہا اللّٰھم ھذا منکر۔ اے اللہ یہ ناپسند بات ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کوئی
برا کام دیکھو تو ہاتھ سے منع کرو نہ ہو سکے تو زبان سے روکو یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے برا جانو اعلیٰحضرت نے دوسرے
حکم پر بخوبی عمل کیا جبکہ وہاں کے علماء میں سے کسی نے بھی اس کا نوٹس نہ لیا (ملفوظ شریف حصہ دوم) حب مصطفیٰ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو گویا آپکے رگ و پے میں رچی ہوئی تھی وعظ و نصیحت کی آخری مجلس کی گفتگو کا ایک حصہ
ملاحظہ فرمائیں:-

جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا
کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جسکو بارگاہ رسالت

میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو (وصایا شریف)

اسی حب صادق کا اثر تھا کہ آپ نے ساری زندگی میں کبھی گستاخ بارگاہ رسالت کی رعایت نہ کی بلکہ اپنے قلم کی تلوار کو ان کے خلاف پوری قوت سے استعمال کیا تاکہ وہ لوگ مجھے طعن و تشنیع کا نشانہ بنا کر اپنا دل خوش کر لیں اتنی دیر تو میرے آقا و مولا کی شان میں گستاخی نہ کریں گے" ہر ذی عقل جانتا ہے کہ ذاتی معاملات میں رواداری یقیناً اچھی چیز ہے لیکن محبوب کے بارے میں توہین و بے ادبی کو دیکھ سن کر خاموش رہنا قانون محبت کی رو سے ایسا جرم ہے جسے کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا وہ محبوب بھی کیسا؟ جو نازش کائنات ہو۔ انبیاء کا امام ہو اور جس کے نام عرش سے محبت کے سلام و پیام آتے ہوں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم۔ اعلیحضرت کے نزدیک محبوب خدا سرور ہر دوسرا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھرتے ہوئے کسی جاہ و حشم کے مالک تاجدار کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی جائز نہ تھا چنانچہ ایک دفعہ ریاست نانپارہ (ضلع بہرائچ شریف یوپی) کے نواب کی مدح میں شعراء نے قصیدے لکھے کچھ لوگوں نے آپ سے بھی قصیدہ مدحیہ لکھنے کی گذارش کی آپ نے نواب صاحب کی شان میں قصیدہ لکھنے کی بجائے اس ذات ستودہ صفات کی تعریف میں نعت شریف لکھی کہ خود خدا نے بھی جن کی تعریف فرمائی ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا ؎

کروں مدح اہل دول رضاؔ پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

اعلیحضرت کی ولادت باسعادت دس شوال ۱۲۷۲ھ بروز شنبہ بریلی شریف محلہ جسولی میں ہوئی آپ عمر بھر حب مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا شراب طہور پلا کر ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ جمعہ مبارک کے دن ادھر مؤذن نے "حی علی الفلاح" کہا ادھر آپ کے چہرۂ انور پر نور کا ایک شعلہ لپکا اور آپ فوز و فلاح کے عطا کرنے والے رب کریم کے دربار میں حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؛

۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ
محمد عبد الحکیم شرف قادری

مسئلہ از ریاست مصطفیٰ آباد عرف رامپور ضمن سوالات کثیرہ ۱۲۹۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مجلس میلاد میں قیام وقت ذکر ولادت حضور خیر الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کیسا ہے بعض لوگ اس قیام سے انکار بحت رکھتے ہیں اور اسے بدیں وجہ کہ قرون ثلثہ میں نہ تھا بدعت سیئہ وحرام سمجھتے اور کہتے ہیں ہمیں صحابہ وتابعین کی سند چاہیئے ورنہ ہم نہیں مانتے ان کے ان اقوال کا حال کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

الحمد للہ الذی باذنہ تقوم السماء والصلٰوۃ والسلام علی من قامت بہ ارکان الشریعۃ الغراء سیدنا ومولانا محمد الذی قامت فی مولدہ ملٰئکۃ العلیاء وعلٰی اٰلہ وصحبہ القائمین باداب تعظیمہ فی الصبح والمساء واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ قیم الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم ما قامت بتسبیح القیام اشجار الغبراء وسجدت للحی القیوم نجوم الخضراء امین قال القائم ببعض الضراعۃ الی صاحب المقام المحمود والشفاعۃ عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی غفر اللہ لہ واقامہ مقام السلف الکرام البررۃ الکملۃ امین

اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

ایم منیر قاضی:
تمی پرنٹرز ۲۳۷ بی سرکلر روڈ لاہور نزد نگار سینما بیرون بھاٹی گیٹ لاہور

الجواب

یہاں دو مقام واجب الاعلام ہیں **اولاً** اس قیام کا اپنے طور پر کتب و فتاوئے علما قدست اسرارہم سے حکم بیان کرنا جس سے بعونہ تعالیٰ موافقین کے لئے ایضاح حق و ازاحت باطل ہو اور منصب فتوئے اپنے حق کو واصل ہو **ثانیاً** اس مغالطہ کا جواب دینا جو بالفاظ متقاربہ تمام اکابر و اصاغر مانعین میں رائج کہ یہ فعل قرون ثلثہ میں نہ تھا تو بدعت ضلالت ہوا۔ اس میں کچھ خوبی ہوتی تو وہی کرتے اس فعل اور اس کے امثال امور نزاعیہ میں حضرات منکرین کی غایت سعی اسیقدر ہے جس کی بنا پر اہل سنت و سواد اعظم ملت وہزاران ائمہ شریعت وطریقت کو معاذ اللہ بدعتی گمراہ ٹھہراتے ہیں اور مطلقاً خوف خدا و ترس روز جزا دل میں نہیں لاتے مقام افتا اگرچہ استیعاب مناظرہ کی جا نہیں مگر ایسی جگہ ترک کلی بھی چنداں زیبا نہیں لہٰذا فقیر مقام دوم میں چند اجمالی کلمے حاضر کرے گا جن کے مبانی دیکھئے تو حرفے چند اور معانی سمجھئے تو بس جامع و بلیغ وباللہ التوفیق فی کل حین وعلیہ التوکل وبہ نستعین والحمد للہ رب العلمین

مقام اوّل

اللہ عز وجل نے شریعت غرا بیضا زہرا عامہ تامہ کاملہ شاملہ اتاری اور بحمدہ تعالیٰ ہمارے لئے ہمارا دین کامل فرمادیا اور اس کے کرم نے اپنے حبیب اکرم حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں اپنی نعمت ہم پر تمام فرمادی قال اللہ تعالےٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ ترجمہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند فرمایا والحمد للہ رب العلمین وصلے اللہ تعالیٰ علی من بہ انعم علینا فی الدنیا والدین وبہ ینعم انشاء تعالیٰ فی الاخرۃ الی ابد الابدین الحمد للہ ہماری شریعت مطہرہ کا کوئی حکم قرآن عظیم سے باہر نہیں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں حسبنا کتاب اللہ ہمیں قرآن عظیم بس ہے

مگر قرآن عظیم کا پورا سمجھنا اور ہر جزئیہ کا صریح حکم اس سے نکال لینا عام کو نامقدور ہے اس لئے قرآن کریم نے دو مبارک قانون ہمیں عطا فرمائے **اوّل** ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا ترجمہ ۔ جو کچھ تمہیں رسول دیں وہ لو اور جس سے وہ منع فرمائیں باز رہو۔ **اقول** لو صیغہ امر کا ہے اور امر وجوب کے لئے ہے تو پہلی قسم واجبات شرعیہ ہوئی اور باز رہو نہی ہے اور نہی منع فرمانا ہے۔ یہ دوسری قسم ممنوعات شرعیہ ہوئی۔ حاصل یہ کہ اگرچہ قرآن مجید میں سب کچھ ہے ونزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شیئ ترجمہ ۔ اے محبوب ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری جس میں ہر شے ہر چیز ہر موجود کا روشن بیان ہے مگر امت اسے بے نبی کے سمجھائے نہیں سمجھ سکتی ولہذا فرمایا وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم (ترجمہ) اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ تم لوگوں کے لئے بیان فرمادو جو کچھ ان کی طرف اترا ہے یعنی اے محبوب تم پر تو قرآن حمید نے ہر چیز روشن فرمادی اس میں سے جس قدر امت کے بتانے کو ہے وہ تم ان پر روشن فرمادو ولہذا کریمہ اولیٰ میں نزلنا علیک فرمایا جو خاص حضور کی نسبت ہے اور کریمہ ثانیہ میں نزل الیھم فرمایا جو نسبت بہ امت ہے **دوم** فاسئلوا اھل الذکر[1] ان کنتم لا تعلمون (ترجمہ)

---

[1] اس آیہ کریمہ کے متصل ہی کریمہ ثانیہ ہے۔ ان کنتم لا تعلمون بالبینٰت والزبر وانزلنا الیک الذکر الاٰیۃ مصنف نے یہاں معالم التنزیل کے حاشیہ پر تحریر فرمایا اقول ھذا من محاسن نظم القراٰن العظیم امر الناس ان یسئلوا اھل الذکر العلماء بالقراٰن العظیم وارشد العلماء ان لا یعتمدوا علٰی اذھانھم فی فھم القراٰن بل یرجعوا الٰی مابین لھم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرد الناس الی العلماء والعلماء الی الحدیث والحدیث الی القراٰن وان الٰی ربک المنتھٰی فکما ان المجتھدین لو ترکوا الحدیث ورجعوا الی القراٰن لضلوا کذٰلک العامۃ لو ترکوا المجتھدین ورجعوا الی الحدیث لضلوا ولہذا قال الامام سفین بن عیینۃ الحدیث مضلۃ الا للفقہاء نقلہ عن الامام ابن الحاج المکی فی المدخل ائمۃ الحدیث قرین الامام الاعظم والامام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہم ترجمہ میں کہتا ہوں یہ عبارات قرآن عظیم کی خوبیوں سے ہے لوگوں کو حکم دیا کہ علماء سے پوچھو جو قرآن مجید کا علم رکھتے ہیں اور علماء کو ہدایت فرمائی کہ قرآن کے سمجھنے میں اپنے ذہن پر اعتماد نہ کریں بلکہ جو کچھ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اس کی طرف رجوع لائیں تو لوگوں کو علماء کی طرف پھیرا اور علماء کو حدیث کی طرف اور حدیث کو قرآن کی طرف اور بے شک تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہے تو جس طرح مجتہدین (باقی حاشیہ پر)

علم والوں سے پوچھو جو تمہیں نہ معلوم ہو۔ حوادث غیر متناہی ہیں احادیث میں ہر جزیہ کیلئے نام بنام تصریح احکام اگر فرمائی بھی جاتی انکا حفظ وضبط نا مقدور ہوتا پھر جو مدارج عالیہ مجتہدانِ امت کیلئے اُن کے اجتہاد پر رکھے گئے وہ نہ ملتے نیز اختلاف ائمہ کی رحمت و وسعت نصیب نہ ہوتی لہذا حدیث نے بھی جزئیات معدودہ سے کلیات حاویۂ مسائل نامحدودہ کی طرف اشعار فرمایا اسکی تفصیل وتفریع وتاصیل مجتہدین کرام نے فرمائی اور احاطہ تصریح نامتناہی کے تعذر نے یہاں بھی حاجت ایضاح مشکل وتفصیل مجمل وتقیید مرسل باقی رکھی جو قرناً فقرناً طبقۃً فطبقۃً مشائخ کرام وعلمائے اعلام کرتے چلے آئے ہر زمانہ کے حوادث تازہ کے احکام اس زمانہ کے علمائے کرام حاملانِ فقہ حامیانِ اسلام نے بیان فرمائے اور یہ سب اپنی اصل ہی کی طرف راجع ہوئے اور ہوتے رہیں گے حتی یاتی امر اللہ وھو علی ذالك درمختار میں ہے ولا یخلو الوجود عمن یمیز ھذا حقیقۃ لا ظنا وعلی من لم یمیز ان یرجع لمن یمیز براءۃ لذمتہ ترجمہ۔ زمانہ ان لوگوں سے خالی نہ ہوگا جو یقینی طور پر نہ محض گمان سے اس کی تمیز رکھیں اور جسے اس کی تمیز نہ ہو اس پر واجب ہے کہ تمیز والے کیطرف رجوع کرے کہ بری الذمہ ہو۔ ردالمحتار میں ہے جزم بذلك اخذا مما رواہ البخاری من قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق حتی یاتی امر اللہ۔ قولہ وعلی من لم یمیز عبر بعلی المفیدۃ للوجوب للامر بہ فی قولہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ ترجمہ:۔ شارح علائی نے اس پر جزم فرمایا اس حدیث سے لیکر جو صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ غلبہ کے ساتھ حق پر رہے گا یہاں تک کہ حکم الٰہی

بقیہ ص۶ اگر حدیث چھوڑ کر قرآن کی طرف رجوع کرتے بہک جاتے یونہی غیر مجتہد اگر مجتہدین کو چھوڑ کر حدیث کی طرف رجوع لائیں ضرور گمراہ ہو جائیں اسی لئے امام سفیان بن عیینہ نے کہ امام اعظم وامام مالک کے زمانہ کے قریب حدیث کے اماموں سے تھے فرمایا کہ حدیث بہت گمراہ کر دینے والی ہے مگر فقیہوں کو اسے امام ابن حاج مکی نے مدخل میں ان سے نقل فرمایا ۱۲ مصح غفرلہ ف:۔ حوادث کا پیدا ہوتے رہنا اور ان کے احکام کا ادراک اور یہ کہ جو ہر بات پر کہے صحابہ تابعین کی سند لاؤ یا امام ابوحنیفہ کا قول دکھاؤ وہ مجنون ہے یا گمراہ۔

آتے اور جسے اس کی تمیز نہ ہو اس پر علما کیطرف رجوع لانے کو اس لئے واجب کیا کہ قرآن عظیم میں اس کا حکم فرمایا ہے کہ علما سے پوچھو اگر تمہیں نہ معلوم ہو۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں

مافصل عالم ما اجمل فی کلام من قبلہ من الادوار الا للنور المتصل من الشارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالمنۃ فی ذالک حقیقۃ لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الذی ھو صاحب الشرع لانہ ھو الذی اعطی العلماء تلک المادۃ التی فصلوا بہا ما اجمل فی کلامہ کما ان المنۃ بعدہ لکل دور علی من تحتہ فلو قدر ان اھل دور تعدوا من فوقہم الی الدور الذی قبلہ لانقطعت وصلتہم بالشارع ولم یہتدوا لایضاح مشکل ولا تفصیل مجمل وتامل یا اخی لو ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصل الشریعۃ ما اجمل فی القرآن لبقی القرآن علی اجمالہ کما ان الائمۃ المجتہدین لو لم یفصلوا ما اجمل فی السنۃ لبقیت السنۃ علی اجمالہا وھکذا الی عصرنا ھذا فلولا ان حقیقۃ الاجمال ساریۃ فی العالم کلہ ما شرحت الکتب ولا ترجمت ولا وضع العلماء علی الشروح حواشی کالشروح للشروح

ترجمہ: جس کسی عالم نے اپنے سے پہلے زمانہ کے کسی کلام کے اجمال کی تفصیل کی ہے وہ اسی نور سے ہے جو صاحب شریعت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسے ملا ہے تو حقیقۃً اس میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا تمام امت پر احسان ہے کہ انہیں نے علما کو یہ استعداد عطا فرمائی جس سے انہوں نے مجمل کلام کی تفصیل کی یونہی ہر طبقہ ائمہ کا اپنے بعد والوں پر احسان ہے اگر فرض کیا جاوے کہ کوئی طبقہ اپنے اگلے پیشواؤں کو چھوڑ کر ان سے اوپر والوں کی طرف تجاوز کر جائے تو شارع علیہ الصلاۃ والسلام سے جو سلسلہ ان تک ملا ہوا ہے وہ کٹ جائیگا اور یہ کسی مشکل کی توضیح مجمل کی تفصیل پر قادر نہ ہوں گے برادرم غور کر اگر رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی شریعت سے مجملات قرآن عظیم کی تفصیل نہ فرماتے قرآن کریم یونہی مجمل رہ جاتا۔ اسیطرح ائمہ مجتہدین اگر مجملات حدیث کی تفصیل نہ فرماتے حدیث یونہی مجمل رہ جاتی اسیطرح ہمارے زمانے تک۔ تو اگر یہ نہیں کہ حقیقت اجمال سب میں سرایت کیے ہوئے ہے تو نہ متون کی شرحیں لکھی جاتیں نہ ترجمے ہوتے نہ علما شرحوں کی شرحیں حواشی لکھتے۔

اب یہیں دیکھئے کہ کتب ظاہر الروایۃ و نوادر ائمہ تھیں پھر کتب نوازل و واقعات تصنیف فرمائی گئیں پھر متون و شروح و حواشی و فتاویٰ وقتاً فوقتاً تصنیف ہوتے رہے اور ہر آئندہ طبقہ نے گذشتہ پر اضافے کئے اور مقبول ہوتے رہے کہ سب اسی اجمال قرآن و سنت کی تفصیل ہے نصاب الاحتساب اور فتاویٰ عالمگیری زمانہ سلطان عالمگیر انار اللہ تعالیٰ برہانہ کی تصنیف ہیں ان میں بہت ان جزئیات کی تصریح ملے گی جو کتب سابقہ میں نہیں کہ وہ جب تک واقع نہ ہوئے تھے اور کتب نوازل و واقعات کا تو موضوع ہی حوادث جدیدہ کے احکام بیان فرمانا ہے اگر کوئی شخص ان کی نسبت کہے کہ صحابہ تابعین سے اس کی تصریح دکھاؤ یا خاص امام اعظم و صاحبین کا نص لاؤ تو وہ یا احمق مجنون ہے یا گمراہ مفتون۔ پھر عالمگیری کے بھی بہت بعد اب قریب زمانہ کی کتابیں فتاوےٰ اسعدیہ و فتاوےٰ حامدیہ و طحطاوی علی الدر و طحطاوی علی مراقی الفلاح و عقود الدریہ و رد المحتار و رسائل شامی وغیرہا کتب معتمدہ ہیں کہ تمام حنفی دنیا میں ان پر اعتماد ہو رہا ہے دو اول کے سوا یہ سب تیرہویں صدی کی تصنیف ہیں مانعین بھی ان سے سندیں لاتے ہیں ان میں صدہا وہ بیان ملیں گے جو پہلے نہ تھے اور مانعین کے یہاں تو فتاویٰ شاہ عبدالعزیز صاحب بلکہ مائۃ مسائل اربعین تک پر اعتماد ہو رہا ہے۔ کیا مائۃ مسائل و اربعین کے سب جزئیات کی تصریح صحابہ و تابعین و ائمہ تو بہت بالا ہیں عالمگیری و رد المحتار تک کہیں دکھا سکتے ہیں اب ان کے بھی بعد ریل۔ تار برقی۔ نوٹ۔ منی آرڈر۔ فوٹوگراف وغیرہ وغیرہ ایجاد ہوئے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ صحابہ تابعین یا امام ابوحنیفہ یا نہ سہی ہدایہ و در مختار یا یہ بھی نہ سہی عالمگیری و طحطاوی و رد المحتار یا سب جانے دو شاہ عبدالعزیز صاحب ہی کے فتاوے میں دکھاؤ تو اسے مجنون سے بہتر اور کیا لفظ کہا جا سکتا ہے ہاں اس ہٹ دھرمی کی بات جدا ہے کہ اپنے آپ تو تیرہویں صدی کی اربعین تک معتمد جانیں اور دوسروں سے ہر جزئیہ پر خاص صحابہ و تابعین کی سند مانگیں۔ خطبہ میں ذکر عمین شریفین حادث ہے مگر جب سے حادث ہے علما نے اس کے مندوب ہونے کی تصریح فرمائی۔ در مختار میں ہے یندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین ترجمہ۔ خطبہ میں چاروں خلفائے کرام اور دونوں عم کریم سید الانام علیہ ثم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمانا مستحب ہے)

اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی صاحب تے تو ایک خطیب پر اپنے مکتوبات میں اس لئے کہ اس نے ایک خطبہ میں خلفائے کرام کا ذکر نہ کیا تھا سخت نکیر فرمائی اور اسے خبیث تک لکھا اذان کے بعد حضور اقدس سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام عرض کرنا جس طرح حرمین طیبین میں رائج ہے درمختار میں ہے التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبع مائۃ واحدی وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیہا مرتین وھو بدعۃ حسنۃ ترجمہ:۔ اذان کے بعد صلاۃ بیچارربیع الآخر ۷۸۱ھ کی عشا شب دوشنبہ میں حادث ہوا پھر اذان جمعہ کے بعد بھی صلاۃ کہی گئی پھر دس برس بعد مغرب کے سوا سب اذانوں کے بعد پھر مغرب میں بھی دو بار کہنی شروع ہوئی اور یہ نو پیدا باتوں سے ہے جو شرعاً مستحب ہیں کتب میں اس کے صدہا نظائر ملیں گے اسیوقت کے علمائے معتمدین سے ان کے جزئیہ کی تصریح مل سکتی ہے مجلس میلاد مبارک وقیام کو جاری ہوئے بھی صدہا سال ہوئے مگر صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کے کلام میں ان کے نام کی تصریح مانگنی اسی جنون پر مبنی ہوگی ان پر انہیں علمائے کرام کی تصریحات سے استناد ہوگا جن کے زمانے میں ان کا وجود تھا جیسے مجلس مبارک کیلئے امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی و امام خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی و امام خطیب احمد قسطلانی وغیرہم اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ جن کے نام وکلام کی تصریح بارہا کر دی گئی یونہی مسئلہ قیام میں ان علمائے کرام کی سند لیجائیگی جن کا ذکر شریف آتا ہے وباللہ التوفیق۔ بحمد اللہ تعالیٰ موافقین اہل حق والصاف ودین کیلئے یہ کافی ہوگا۔ رہا مخالفین کا نہ ماننا ان کی پرواہ کیا۔ وہ اور ہی کسے مانتے ہیں کہ ان علمائے کرام کو مانیں ان کے غیر مقلدین تو علانیہ امام اعظم وجملہ ائمہ دین پر منہ آتے اور اپنے مہمل افہام واوہام کے آگے ان کے اجتہادات عالیہ کو باطل بتاتے اور ان کے ماننے والوں کو معاذ اللہ مشرک وگمراہ ٹھہراتے ہیں جو ان میں بظاہر نام تقلید لیتے ہیں وہ بھی غیر مقلدین کی طرح اپنے اہوائے باطلہ کے سامنے قرآن وحدیث کی تو سنتے نہیں پھر ائمہ کی کیا گنتی ان کے منہ سے تقلید امام اور ان کے اور اُن کے سب کے منہ سے قرآن وحدیث کا نام محض

تسکین عوام ہے کہ کھلا منکر نہ جان لیں ورنہ حالت وہ ہے جو اُن کے مذہبی قرآن سے تقویۃ الایمان سے ظاہر کہ جو کہے اللہ و رسول نے دولت مند کر دیا وہ مشرک حالانکہ خود قرآن عظیم فرماتا ہے اغنٰھم اللہ و رسولہ من فضلہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے دولت مند کر دیا) محمد بخش، احمد بخش نام رکھنا شرک حالانکہ خود قرآن حمید فرماتا ہے کہ جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم جب سیدتنا مریم کے پاس آئے کیا کہا یہ کہ انما انا رسول ربك لاھب لك غلٰما زکیا ترجمہ :- میں تو تمہارے رب کا رسول ہوں اس لئے کہ میں تم کو ستھرا بیٹا دوں) صرف محمد بخش نام شرک ہوا حالانکہ وہ معنی عطا میں متعین بھی نہیں بخش بہرہ و حصہ کو بھی کہتے ہیں تو جبریل کہ صریح لفظوں میں اپنا بیٹا دینا کہہ رہے ہیں دین اسمٰعیلی میں کیسے مشرک نہ ہوں گے اور قرآن کریم کہ اس شرک وہابیت کو ذکر فرما کر مقرر رکھتا ہے کیوں نہ اسے شرک پسند کتاب ٹھہرائیں گے اس کی مثالیں بہت ہیں کہ وہابیہ کے شرک سے نہ ائمہ محفوظ نہ صحابہ نہ انبیا نہ سید الانبیا نہ جبریل امین نہ خود رب العلمین جل و علا وصلے اللہ تعالیٰ علے الحبیب و علیہم وسلم۔ یہ بحث فقیر کے اور رسائل میں مفصل ملے گی یہاں تو اتنا کہنا ہے کہ مخالفین کے نہ ماننے کی پرواہ کیا ہے انہوں نے اور کسے مانا ہے کہ علما ہی کو مانیں گے لہٰذا اس مقام اول میں روئے سخن موافقین اہل حق و یقین کیطرف کریں واللہ الموفق والمعین وبہ نستعین وصلے اللہ تعالیٰ علے سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین آمین۔ مولیٰ عزوجل توفیق دے تو یہاں منصف غیر متعسف کے لئے اسیقدر کافی کہ یہ فعل مبارک اعنی قیام وقت ذکر ولادت حضور خیر الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والسلام صدہا سال سے بلاد و دار الاسلام میں رائج و معمول اور اکابر ائمہ و علما میں مقرر و مقبول شرع میں اس پہ منع مفقود اور بے منع شرع منع مردود ان الحکم الا للہ وانما الحرام ما حرم اللہ وما سکت عنہ فھو من اللہ علے الخصوص حرمین طیبین مکہ معظمہ مدینہ منورہ صلے اللہ تعالیٰ علے منورہا و بارک وسلم کہ مبدء و مرجع دین و ایمان ہیں وہاں کے اکابر علماء و مفتیان مذاہب اربعہ مدتہا مدت سے اس فعل کے فاعل و عامل و قائل و قابل ہیں ائمہ معتمدین نے اسے حرام نہ فرمایا بلکہ بلاشبہ مستحب و مستحسن ٹھہرایا۔ علامہ جلیل الشان علی بن برہان الدین

حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیرت مبارکہ انسان العیون میں تصریح فرمائی کہ یہ قیام بدعت حسنہ ہے
اور ارشاد فرماتے ہیں فقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم من عالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دیناً و ورعاً تقی الدین السبکی رحمہ اللہ تعالیٰ
وتابعہ علی ذلك مشائخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام السبکی
اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد فیہ قول
الصرصری فی مدحہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ؎

قلیل لمدح المصطفٰے الخط بالذہب	علی فضۃ من خط احسن من کتب
وان ینہض الاشراف عند سماعہ	قیاماً صفوفاً او جثیاً علی الرکب

فعند ذلك قام الامام السبکی وجمیع من فی المجلس فحصل انس کثیر بذلك
المجلس ویکفی ذلك فی الاقتداء ترجمہ:۔ بے شک وقت ذکر نام پاک حضور سید الانام
علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام قیام کرنا امام تقی الملۃ والدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پایا گیا
جو اس امت مرحومہ کے عالم اور دین و تقویٰ میں اماموں کے امام ہیں اور اس قیام پر
ان کے معاصرین ائمہ کرام مشائخ اسلام نے انکی متابعت کی بعض علما یعنی انہی امام اجل کے
صاحبزادے امام شیخ الاسلام ابو النصر عبدالوہاب بن ابی الحسن تقی الملۃ والدین سبکی نے
طبقات کبریٰ میں نقل فرمایا کہ امام سبکی کے حضور ایک جماعت کثیر اس زمانہ کے علما کی مجتمع
ہوئی اس مجلس میں کسی نے امام صرصری کے یہ اشعار نعت حضور سید الابرار صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم پڑھے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مدح مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ بھی تھوڑا
ہی ہے کہ جو سب سے اچھا خوشنویس ہو اس کے ہاتھ سے چاندی کے پتر پر سونے کے پانی
سے لکھی جائے اور جو لوگ شرف دینی رکھتے ہیں وہ ان کی نعت سن کر صف باندھ کر
سروقد یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہوجائیں ان اشعار کے سنتے ہی حضرت امام سبکی وجملہ علمائے
کرام حاضرین مجلس مبارک نے قیام فرمایا اور اس کی وجہ سے اس مجلس میں نہایت انس

حاصل ہوا۔ علامہ جلیل حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسی قدر پیروی کیلئے کفایت کرتا ہے انتہیٰ

اقول یہ امام صرصری صاحب قصیدۂ نعتیہ وہ ہیں جنہیں علامہ محمد بن علی شامی مستند مانعین نے سبل الہدیٰ والرشاد میں اپنے زمانہ کا حسان اور نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا محب صادق فرمایا اور امام اجل حضرت امام الائمہ تقی الملۃ والدین سبکی قدس سرہ الشریف کی جلالت شان و رفعت مکان تو آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن ہے یہاں تک کہ مانعین کے پیشوا مولوی نذیر حسین دہلوی اپنے ایک مہری فتوے میں ان کا بالاجماع امام جلیل و مجتہد کبیر ہونا تسلیم کرتے ہیں اور اس زمانہ کے اعیان علما و مشائخ اسلام کا ان کے ساتھ اسپر موافقت فرمانا بحمد اللہ تعالےٰ متبعین سلف صالحین کیلئے ایک کافی سند ہے آخر یہ دیکھا کہ علامہ حلبی نے ارشاد فرمایا اسیقدر اقتدا کیلئے بس ہے۔

عالم کامل عارف باللہ سید سند مولانا سید جعفر برزنجی قدس سرہ العزیز جنکا رسالہ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حرمین محترمین و دیگر بلاد دار الاسلام میں رائج ہے اور مستند مانعین مولانا رفیع الدین نے تاریخ الحرمین میں اس رسالے اور ان مصنف جلیل القدر کی نہایت مدح و ثنا لکھی ہے اپنے اسی رسالۂ مبارکہ میں فرماتے ہیں:۔

قد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ الشریفۃ ائمۃ ذو روایۃ و رویۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ

ترجمہ:۔ بے شک نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن سمجھا ہے جو صاحب روایت و درایت تھے تو شادمانی اسکے لئے جس کی نہایت مراد و مقصود نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔

فاضل اجل سیدی جعفر بن اسمٰعیل بن زین العابدین علوی مدنی نے اس کی شرح الکوکب الازہر علی عقد الجوہر میں اسی مضمون پر تقریر فرمائی۔ فقیہ محدث مولنا عثمٰن بن حسن دمیاطی اپنے رسالہ اثبات قیام میں فرماتے ہیں:۔

القیام عند ذکر ولادۃ سید المرسلین صلے اللہ تعالی علیہ وسلم امر لا شک فی استحبابہ واستحسانہ وندبہ یحصل لفاعلہ من الثواب الاوفر والخیر الاکبر

لانہ تعظیم ایُّ تعظیم للنبی الکریم ذی الخلق العظیم الذی اخرجنا اللہ بہ من ظلمات الکفر الی الایمان وخلصنا اللہ بہ من نار الجہل الی جنات المعارف والایقان فتعظیمہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیہ مسارعۃ الی رضاء رب العلمین واظہار اقوی شعائر الدین ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ومن یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہ عند ربہ

ترجمہ:۔ قرارت مولد شریف میں ذکر ولادت سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو قیام کرنا بے شک مستحب ومستحسن ومندوب ہے جس کے فاعل کو ثواب کثیر وفضل کبیر حاصل ہوگا کہ وہ تعظیم ہے اور کیسی تعظیم ہے ان نبی کریم صاحب خلق عظیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی جن کی برکت سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ظلمات کفر سے نور ایمان کیطرف لایا اور ان کے سبب ہمیں دوزخ جہل سے بچا کر بہشت معرفت ویقین میں داخل فرمایا تو حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں خوشنودی رب العلمین کیطرف دوڑنا ہے اور قوی ترین شعائر دین کا آشکار کرنا اور جو تعظیم کرے شعائر خدا کی تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے اور جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے) پھر بعد نقل دلائل فرمایا ہے:۔

فاستفید من مجموع ماذکرنا استحباب القیام لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند ذکر ولادتہ لما فی ذلک من التعظیم لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یقال القیام عند ذکر ولادتہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدعۃ لانا نقول لیس کل بدعۃ مذمومۃ کما اجاب بذلک الامام المحقق الولی ابو زرعۃ العراقی حین سئل عن فعل المولد امستحب او مکروہ وھل ورد فیہ شیئ او فعل بہ من یقتدی بہ فاجاب بقولہ الولیمۃ واطعام الطعام مستحب کل وقت فکیف اذا انضم الی ذلک السرور بظہور نور النبوۃ فی ھذا الشھر الشریف ولا نعلم ذلک عن السلف ولا یلزم من کونہ بدعۃ کونہ مکروھا فکم من بدعۃ مستحبۃ بل واجبۃ اذا لم تنضم بذلک مفسدۃ واللہ الموفق ہ

ترجمہ: یعنی ان سب دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکر ولادت شریفہ کے وقت قیام مستحب ہے کہ اس میں نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے کوئی یہ نہ کہے کہ یہ قیام تو بدعت ہے

اس لئے کہ ہم کہتے ہیں ہر بدعت بری نہیں ہوتی جیسا کہ یہی جواب دیا امام محقق ولی الدین ابو زرعہ عراقی نے جب اُن سے مجلس میلاد کو پوچھا گیا تھا کہ مستحب ہے یا مکروہ اور اس میں کچھ وارد ہوا ہے یا کسی پیشوا نے کی ہے تو جواب میں فرمایا ولیمہ اور کھانا کھلانا ہر وقت مستحب ہے پھر اس صورت کا کیا پوچھنا جب اس کے ساتھ اس ماہ مبارک میں ظہور نور نبوت کی خوشی مل جائے اور ہمیں یہ امر سلف سے معلوم نہیں نہ بدعت ہونے سے کراہت لازم کہ بہتیری بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جب ان کے ساتھ کوئی خرابی مضموم نہ ہو اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے پھر ارشاد فرماتے ہیں :۔ قد اجتمعت الامۃ المحمدیۃ من اھل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام المذکور وقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ۔

ترجمہ :۔ بے شک امت مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے اہلسنت وجماعت کا اجماع واتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بے شک نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی امام علامہ مدابغی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جرت عادۃ القوم بقیام الناس اذا انتھی المداح الی ذکر مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھی بدعۃ مستحبۃ لما فیہ من اظہار السرور والتعظیم الخ نقلہ المولی الدمیاطی ترجمہ :۔ یعنی عادت قوم کی جاری ہے کہ جب مدح خوان ذکر میلاد حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے تو لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ بدعت مستحبہ ہے کہ اس میں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش پر خوشی اور حضور کی تعظیم کا اظہار ہے) علامہ ابو زید اپنے رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں استحسن القیام عند ذکر الولادۃ ترجمہ۔ ذکر ولادت کے وقت قیام مستحسن ہے، خاتمۃ المحدثین زین الحرم عین الکرم مولانا سید احمد زین دحلان مکی قدس سرہ الملکی اپنی کتاب مستطاب الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ میں فرماتے ہیں من تعظیمہ صلے اللہ علیہ وسلم الفرح بلیلۃ ولادتہ وقراءۃ المولد والقیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واطعام الطعام وغیر ذلک مما یعتاد الناس فعلہ من انواع البر فان ذلک کلہ من تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد افردت مسئلۃ المولد وما یتعلق بہا بالتالیف واعتنی بذلک

کثیر من العلماء فالفوا فی ذلک مصنفات مشحونۃ بالادلۃ والبراھین فلاحاجۃ لنا الی الاطالۃ بذلک ترجمہ۔ یعنی نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہے حضور کی شب ولادت کی خوشی کرنا اور مولد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت اقدس کے وقت کھڑا ہونا اور مجلس شریف میں حاضرین کو کھانا دینا اور ان کے سوا اور نیکی کی باتیں کہ مسلمانوں میں رائج ہیں کہ یہ سب نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہیں اور یہ مسئلہ مجلس میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا ہے جس میں مستقل کتابیں تصنیف ہوئیں اور بکثرت علمائے دین نے اسکا اہتمام فرمایا اور دلائل و براہین سے بھری ہوئی کتابیں اس میں تالیف فرمائیں تو ہمیں اس مسئلہ میں تطویل کلام کی حاجت نہیں)

شیخ مشائخنا خاتمۃ المحققین امام العلماء رئیس المدرسین مفتی الحنفیہ بمکۃ المحمیہ سیدنا و برکتنا علامہ جمال بن عبداللہ بن عمر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے فتاوے میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

القیام عند ذکر مولدہ الاعظم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استحسنہ جمع من السلف فھو بدعۃ حسنۃ ترجمہ:۔ ذکر مولد اعظم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کو ایک جماعت سلف نے مستحسن کہا تو وہ بدعت حسنہ ہے)

پھر علامہ انباری کی مورد الظمآن سے نقل فرماتے ہیں قام الامام السبکی وجمیع من بالمجلس وکفے بمثل ذلک فی الاقتداء اھ ملخصاً ترجمہ امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس نے قیام کیا اور اس قدر اقتدا کے لیے بس ہے) الفتاوے۔ مولانا جمال اکبر قدس سرہ کے اس فتوے پر موافقت فرمائی۔ مولانا صدیق بن عبدالرحمن کمال مدرس مسجد حرام اور حضرت علامۃ الورٰی علم الہدی مولٰنا وشیخنا و برکتنا سید سند احمد زین دحلان شافعی اور مولانا محمد بن محمد کتبی مکی اور مولٰنا حسین بن ابراہیم مکی مالکی مفتی مالکیہ وغیرہم اکابر علما نے نفعنا اللہ تعالیٰ بعلومہم آمین یہی مولانا حسین دوسری جگہ فرماتے ہیں استحسنہ کثیر من العلماء وھو حسن لما یجب علینا تعظیمہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ترجمہ اسے بہت علما نے مستحسن رکھا اور وہ حسن ہے کہ ہم پر نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہے) مولانا محمد بن یحیی حنبلی مفتی حنابلہ فرماتے ہیں نعم یجب القیام عند ذکر

ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ یحضر روحانیتہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعند ذلک یجب التعظیم والقیام۔ ترجمہ:۔ ہاں ذکر ولادت حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام ضرور ہے کہ روح اقدس حضور صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم و قیام لازم ہوا۔ **قولہ** رحمہ اللہ تعالیٰ یجب القیام الخ **اقول** اراد التاکد فی محل الادب کقول القائل لحبیبہ حقک واجب علیّ وھو من المحاورات الشائعۃ بینہم کما لا یخفی علی من تتبع کلماتہم واما حضور روحانیتہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعلی ما فصل ونقح ابی ومولای مقدام العلماء الکرام فی کتابہ اذاقۃ الاثام واللہ تعالیٰ اعلم مولانا عبداللہ بن محمد مفتی حنفیہ فرماتے ہیں استحسنہ کثیرون ترجمہ:۔ اسے بہت علما نے مستحسن رکھا ہے۔ شیخ مشائخنا مولانا الامام الاجل الفقیہ المحدث سراج العلما عبداللہ سراج مکی مفتی حنفیہ فرماتے تواترتہ الائمۃ الاعلام واقرہ الائمۃ والحکام من غیر نکیر منکر ورد راد ولہذا کان حسنا ومن یستحق التعظیم غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویکفی اثر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن ترجمہ۔ یہ قیام مشہور اماموں میں برابر متوارث چلا آتا ہے اور اسے ائمہ و حکام نے برقرار رکھا اور کسی نے رد و انکار نہ کیا لہذا مستحب ٹھہرا اور نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا اور کون مستحق تعظیم ہے اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کافی ہے کہ جس چیز کو اہل اسلام نیک سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک ہے۔ اسی طرح مفتی عمر بن ابی بکر شافعی نے اس کے استحباب واستحسان پر تصریح فرمائی۔ فتوائے علمائے حرمین محترمین جس پر مفتی مکہ معظمہ مولانا محمد بن حسین کتبی حنفی اور رئیس العلماء شیخ المدرسین مولانا جمال حنفی اور مفتی مالکیہ مولانا حسین ابراہیم مکی اور سید المحققین مولانا احمد بن زین شافعی اور مدرس مسجد نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مولانا محمد بن محمد عزب شافعی اور مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی اور فقیہ جلیل مولانا عبدالجبار حنبلی، بصری نزیل مدینہ منورہ اور مولانا ابراہیم بن محمد خیار حسینی شافعی مدنی کی مہریں ہیں اور اصل فتویٰ مزینہ بخطوط و مواہیر علمائے ممدوحین فقیر نے بچشم خود دیکھا اور مدتوں فقیر کے پاس رہا جس میں اکثر مسائل متنازع فیہا پر بحث فرمائی ہے اور بدلائل باہرہ مذہب وہابیت کو سراسر مردود و باطل ٹھہرایا ہے اس میں درباره قیام مذکورہ اما قیام اھل الاسلام عند ذکر ولادتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

فی ذلک المحفل اشاعۃ للتعظیم واظہار اللاحترام فقد صرح فی انسان العیون المشہور بالسیرۃ الحلبیۃ باستحسانہ کذلک وقال العلامۃ البرزنجی فی رسالۃ المولد قد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ ودرایۃ فطوبیٰ لمن کان تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ انتہی بلفظہ اما الحکم بحرمۃ ذلک التعظیم وممانعتہ بدلیل عدم ذکرہ بالخصوص فی السنۃ فہو فاسد عند جمہور المحققین قال فی عین العلم والاسرار بالمساعدۃ فیما لم ینہ عنہ وصار معتادا لبعصرھم حسن وان کان بدعۃ الخ اقول والدلیل علی ھذا ما روی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا وموقوفا ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خالقوا الناس باخلاقہم رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین وقال الامام حجۃ الاسلام فی الاحیاء الادب الخامس موافقۃ القوم فی القیام اذا قام واحد منہم فی وجد صادق من غیر ریاء او تکلف او قام باختیار من غیر وجد فلابد من الموافقۃ وذلک من ادب الصحبۃ ولکل قوم رسم ولابد من مخالقۃ الناس باخلاقہم کما ورد فی الخبر لاسیما اذا کانت اخلاقا فیہا حسن العشرۃ وطیب القلب وقول القائل ان ذلک بدعۃ لم یکن فی الصحابۃ فلیس کلما یحکم باباحتہ منقولا عن الصحابۃ وانما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ مامورا بہا ولم ینقل النہی عن شیٔ من ھذا وکذلک سائر انواع المساعدات اذا قصد بہا تطییب القلب واصطلح علیہا جماعۃ فالاحسن المساعدۃ علیہا الا فیما ورد نہی لا یقبل التاویل انتہی کلام الامام حجۃ الاسلام باختصار المرام

ترجمہ:۔ یعنی ذکر ولادت حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے وقت اس محفل میں اہل اسلام کا اشاعت تعظیم واظہار احترام کے لیے قیام کرنا بتصریح انسان العیون مشہور بہ سیرت حلبیہ مستحسن ہے اور علامہ برزنجی رسالہ مولد میں فرماتے ہیں قیام وقت ذکر مولد شریف ائمہ ذو روایت ودرایت کے نزدیک مستحب ہے تو خوشی ہو اسے جس کی غایت مراد ومرام تعظیم حضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے انتہی۔ اور اس تعظیم کو بدیں وجہ کہ اس خصوصیت کے ساتھ حدیث میں مذکور نہیں حرام وممنوع کہنا جمہور محققین کے نزدیک فاسد ہے عین العلم میں فرماتے ہیں جس چیز سے شرع

میں نہی نہ آئی اور لبعد زمانہ سلف کے لوگوں میں جاری ہوئی اس میں موافقت کر کے مسلمانوں کا
دل خوش کرنا بہتر ہے اگرچہ وہ چیز بدعت ہو الخ میں کہتا ہوں اور اس پر دلیل وہ حدیث
ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد اور خود
ان کے قول سے مروی ہوئی کہ اہل اسلام جس چیز کو نیک جانیں وہ خدا کے نزدیک بھی نیک ہے
اور وہ حدیث کہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق برتاؤ کرو
حاکم نے اسے روایت کیا اور کہا کہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور امام حجۃ الاسلام غزالی،
احیاء العلوم میں فرماتے ہیں پانچواں ادب قوم کی موافقت کرنا ہے قیام میں جب کوئی ان میں
سے سچے وجد میں بے نمائش و تکلف یا بلا وجد اپنے اختیار سے کھڑا ہو تو ضرور ہے کہ سب
حاضرین اس کی موافقت کریں اور کھڑے ہو جائیں کہ یہ آداب صحبت سے ہے اور ہر قوم کی ایک
رسم ہوتی ہے اور لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق برتاؤ کرنا لازم ہے جیسا کہ حدیث میں
وارد ہوا خصوصاً جب ان عادتوں میں اچھا برتاؤ اور دلوں کی خوشنودی ہو اور کہنے والے کا یہ
کہنا کہ یہ بدعت ہے صحابہ سے ثابت نہیں تو یہ کب ہے کہ جس چیز کے جواز کا حکم دیا جائے وہ صحابہ
سے منقول ہو بری وہ بدعت ہے جو کسی سنت ماموربہا کا کاٹ کرے اور ان باتوں سے
نہی کہیں نہ آئی اور ایسے ہی سب مساعدتیں جب ان سے دل خوش کرنا مقصود ہو اور ایک
جماعت نے اس پر اتفاق کر لیا ہو تو بہتر یہی ہے کہ ان کی موافقت کیجائے مگر ان باتوں
میں جن سے ایسی صریح نہی وارد ہوئی کہ لائق تاویل بھی نہیں یہاں تک امام حجۃ الاسلام غزالی
کا ارشاد تھا کہ باختصار منقول ہوا انتہی) آخر روضۃ النعیم میں جو فتاویٰ علمائے کرام مطبوع ہوئے
ان میں فتوائے حضرات علمائے مدینہ منورہ میں بعد اثبات حسن و خوبی محفل میلاد شریف مذکور والحاصل
ان مایصنع من الولائم فی المولد الشریف وقراءۃ عصرۃ المسلمین وانفاق المبرات والقیام عند ذکر ولادۃ
الرسول الامین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورش ماء الورد والماء البخور وتزیین المکان وقراءۃ شیٔ من القرآن و
الصلوٰۃ علے النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واظہار الفرح والسرور فلا شبہۃ فی انہ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ
وفضیلۃ شریفۃ مستحسنۃ اذ لیس کل بدعۃ محرما بل قد تکون واجبۃ کنصب الادلۃ للرد علے الفرق الضالۃ
وتعلم النحو وسائر العلوم المعینۃ علے فہم الکتاب والسنۃ کما ینبغی ومندوبۃ کبناء الربط والمدارس ومباحۃ

کالتوسع فی الماکل والمشارب اللذیذۃ والثیاب کمافی شرح المناوی علے جامع الصغیر عن تہذیب النووی فلاینکرھا الامبتدع لا استماع لقولہ بل علی حاکم الاسلام ان یعزرہ واللہ تعالیٰ اعلم ترجمہ :۔ یعنی خلاصہ مقصود یہ ہے کہ میلاد شریف میں ویسے کرنا اور حال ولادت مسلمانوں کو سنانا اور خیرات ومبرات بجالانا اور ذکر ولادت اقدس رسول امین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور گلاب چھڑکنا اور خوشبوئیں سلگانا اور مکان آراستہ کرنا اور کچھ قرآن اور نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر درُود پڑھنا اور فرحت وسرور کا ظاہر کرنا بے شک بدعت حسنہ مستحبہ اور فضیلت شریفہ مستحسنہ ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں پر رَدّ کے لئے دلائل قائم کرنا اور نحو وغیرہ وہ علوم سیکھنا جن کی مدد سے قرآن وحدیث بخوبی سمجھ میں آسکیں اور کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے سرائیں اور مدرسے بنانا اور کبھی مباح جیسے لذیذ کھانے پینے اور کپڑوں میں وسعت کرنا جیسا کہ علامہ مناوی نے شرح جامع صغیر میں تہذیب امام علامہ نووی سے نقل کیا تو ان امور کا انکار وہی کریگا جو بدعتی ہوگا اس کی بات سننا نہ چاہیئے بلکہ حاکم اسلام پر واجب ہے کہ اسے سزا دے واللہ تعالیٰ اعلم انتہیٰ) اس فتوے پر مولانا عبد الجبار وابراہیم بن خیار وغیرہما تیس ۳۰ علما کی مہریں ہیں اور فتوے علمائے مکہ معظمہ میں میلاد وقیام کا استحباب علمائے سلف سے نقل کرکے فرماتے ہیں فالمنکر لہذا مبتدع بدعۃ سیئۃ مذمومۃ لانکارہ علے شیئ حسن عند اللہ والمسلمین کما جاء فی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن والمراد من المسلمین ھٰہنا الذین کملوا الاسلام کالعلماء العاملین وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلھم راوہ حسنا من زمان السلف الی الاٰن فصار الاجماع والامر الذی ثبت باجماع الامۃ فھو حق لیس بضلال قال رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ فعلی حاکم الشرعیۃ تعزیر المنکر واللہ تعالیٰ اعلم۔ ترجمہ، بس مجلس وقیام کا منکر بدعتی ہے اور منکر کی بدعت سیئہ ومذمومہ کہ اس نے ایسی چیز پر انکار کیا جو خدا واہل اسلام کے نزدیک نیک تھی جیسا کہ حدیث ابن مسعود رضے اللہ تعالےٰ عنہ میں آیا ہے کہ جس چیز کو مسلمان نیک اعتقاد کریں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے اور یہاں مسلمانوں

سے کامل مسلمان مراد ہیں جیسے علمائے باعمل اور مجلس وقیام کو علمائے عرب و مصر و شام و روم واندلس نے سلف سے آج تک مستحسن جانا تو اجماع ہو گیا اور جو امر اجماع امت سے ثابت ہو وہ حق ہے گمراہی نہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر اتفاق نہیں کرتی پس حاکم شرع پر لازم ہے کہ منکر کو سزا دے واللہ تعالیٰ اعلم انتہیٰ) اس فتوے پر حضرت سید العلما احمد وحلان مفتی شافعیہ وجناب مستطاب شیخنا وبرکتنا سراج الفضلاء مولانا عبدالرحمٰن سراج مفتی حنفیہ ومولانا حسن مفتی حنبلیہ ومولانا محمد شرفی مفتی مالکیہ وغیرہم پنیتالیس علما کی مہریں ہیں اور فتوائے علمائے جدہ میں مجیب اول مولانا ناصر بن علی بن احمد مجلس میلاد اور اس میں قیام وتعیین یوم وتزئین مکان واستعمال خوشبو وقرارت قرآن واظہار سرور واطعام طعام کی نسبت فرماتے ہیں بھذہ الصورۃ المجموعۃ من الاشیاء المذکورۃ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ شرعا لا ینکرھا الا من فی قلبہ شعبۃ من شعب النفاق والبغض لہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکیف یسوغ لہ ذلک مع قولہ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب ترجمہ: جس مجلس میں یہ سب باتیں کیجائیں وہ شرعاً بدعت حسنہ مستحبہ ہے جس کا انکار نہ کریگا مگر وہ جس کے دل میں نفاق کی شاخوں سے ایک شاخ اور نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت ہے اور یہ انکار اسے کیونکر روا ہوگا حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں) مولانا عباس بن جعفر بن صدیق فرماتے ہیں ما اجاب بہ الشیخ العلامۃ فھو الصواب لا یخالفہ الا اھل النفاق وما فی السؤال کلہ حسن کیف لا وقد قصد بذلک تعظیم المصطفٰے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا حرمنا اللہ تعالیٰ من زیارتہ فی الدنیا ولا من شفاعتہ فی الاخری ومن انکر من ذلک فھو محروم منھما ترجمہ: شیخ علامہ ناصر بن احمد بن علی نے جو جواب دیا وہی حق ہے اس کا خلاف نہ کریں گے مگر منافقین اور جو کچھ سوال میں مذکور ہے سب حسن ہے اور کیوں نہ حسن ہو کہ اس سے مصطفٰے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مقصود ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں محروم نہ کرے ان کی زیارت سے دنیا میں اور نہ ان کی شفاعت سے آخرت میں اور جو اس سے انکار کریگا وہ ان دونوں سے محروم ہے) مولانا احمد فتاح لکھتے ہیں۔ اعلم ان ذکر ولادۃ النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وما وقع من معجزاته والحضور لسماعه سنة بلا شك وريب لكن مع هذه الصورة المجموعة من الاشياء المذكورة کما هو المعمول فی الحرمین الشریفین وجمیع دیار العرب بدعة حسنة مستحبة یثاب فاعلها ویعاقب منکرها ومانعها ترجمہ جان تو کر نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ولادت ومعجزات کا ذکر اور اس کے سننے کو حاضر ہونا بے شک سنت ہے مگر یہ ہیئت مجموعی جس میں قیام وغیرہ اشیائے مذکورہ ہوتی ہیں جیسا کہ حرمین شریفین اور تمام دیار عرب کا معمول ہے یہ بدعت حسنہ مستحبہ ہے جس کے کرنے والے کو ثواب اور منکر و مانع پہ عذاب) مولانا محمد بن سلیمٰن لکھتے ہیں نعم اصل ذکر المولد الشریف وسماعه سنة وبهذه الکیفیة المجموعة بدعة حسنة مستحبة وفضیلة عظیمة مقبولة عند الله تعالیٰ کما جاء فی اثر عبد الله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن والمسلمون من زمان السلف الی الآن من اهل العلم والعرفان کلهم رأوه حسنا بلا نقصان فلا ینکر ولا یمنع من ذلك الا مانع الخیر والاحسان وذالك عمل الشیطان ترجمہ ۔ ہاں اصل ذکر مولد شریف اور اس کا سننا سنت ہے اور اس کیفیت مجموعی کے ساتھ جس میں قیام وغیرہ ہوتا ہے بدعت حسنہ مستحبہ اور بڑی فضیلت پسندیدہ خدا ہے کہ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں وارد جسے مسلمان نیک سمجھیں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے اور مسلمان سلف سے آج تک علما و اولیا سب اسے مستحسن بلا نقصان سمجھتے آئے تو اس سے منع و انکار نہ کریگا مگر وہ کہ خیر اور بھلائی سے روکنے والا ہوگا اور یہ کام شیطان کا ہے ۔ مولانا احمد جبلس لکھتے ہیں الحمد لله وکفی والصلاة علی المصطفیٰ نعم ذکر ولادة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ومعجزاته وحلیته والحضور لسماعه وتزیین المکان ورش ماء الورد والبخور بالعود وتعیین الیوم والقیام عند ذکر ولادته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم واطعام الطعام وتقسیم التمر وقراءة شیئ من القرآن کلها مستحبة بلا شك وریب والله تعالیٰ اعلم بالغیب ترجمہ ۔ خدا کو حمد ہے اور وہ کافی ہے اور مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود ۔ ہاں ولادت ومعجزات وحلیہ شریفہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرنا اور اس کے سننے کو حاضر ہونا اور مکان سجانا اور گلاب چھڑکانا اور اگر سلگانا

اور دن مقرر کرنا اور ذکر ولادت نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور کھانا کھلانا اور خرمے بانٹنا اور قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھنا سب بلا شک و شبہ مستحب ہے مولانا محمد صالح لکھتے ہیں۔ امة النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من العرب والمصر والشام والروم والاندلس وجمیع بلاد الاسلام مجتمع ومتفق علی استحبابہ واستحسانہ ترجمہ:۔ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی امت عرب ومصر وشام وروم واندلس وتمام بلاد اسلام سے اس کے استحباب واستحسان پر اجماع واتفاق کئے ہوئے ہے اور اسی طرح احمد بن عثمان واحمد بن عجلان ومحمد صدقہ وعبدالرحیم بن محمد زبیدی نے لکھا اور تصدیق کی فتوائے علمائے حدیدہ میں مولانا یحییٰ بن مکرم فرماتے ہیں الف فی ذلك العلماء وحثوا علی فعلہ فقالوا لاینکرھا الا مبتدع فعلی حاکم الشریعة ان یعزرہ ترجمہ۔ علما نے اس بارہ میں کتابیں تالیف فرمائیں اور اسکے فعل پر رغبت دی اور فرمایا اس کا انکار نہ کریگا مگر بدعتی تو حاکم شرع پر اس کی تعزیر لازم مولانا علی شامی فرماتے ہیں لاینکرھذا الا من طبع اللہ علی قلبہ وقد نص علماء السنة علی ان ھذا من المستحسن المثاب علیہ وردوا الرد الحسن علی منکرہ الخ ترجمہ۔ اس کا انکار نہ کریگا مگر وہ جس کے دل پر خدا نے مہر کر دی اور بے شک علمائے اہل سنت نے تصریح فرمائی کہ یہ مستحسن وکار ثواب ہے اور منکر کا خوب رد فرمایا ہے۔ مولانا علی بن عبداللہ لکھتے ہیں۔ لایشك فیہ الا مبتدع یلیق بہ التعزیر ترجمہ۔ اس میں شک نہیں کریگا سوائے بدعتی کے جو قابل سزا ہوگا، مولانا علی طحان لکھتے ہیں۔ قراءة المولد الشریف والقیام فیہ مستحب ومن انکر ذلك فھو جحود لایعرف مراتب الرسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ترجمہ۔ مولد شریف پڑھنا اور اس میں قیام کرنا مستحب ہے اور منکر ہٹ دھرم ہے جسے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدر معلوم نہیں) مولانا محمد بن داود بن عبدالرحمن لکھتے ہیں مستحب یثاب فاعلہ ولا ینکرہ الا مبتدع ترجمہ۔ مستحب ہے کرنے والا ثواب پائے گا اور منکر بدعتی) مولانا محمد بن عبداللہ لکھتے ہیں قراءة المولد الشریف والقیام عند ذکر ولادتہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وکل شیٔ فی السوال حسن بتعظیم المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومن یستحق التعظیم غیرہ ترجمہ۔ مولد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت

نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور جتنی باتیں سوال میں مذکور ہیں سب سبب تعظیم مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن ہیں اور حضور کے سوا تعظیم کا مستحق کون ہے۔ مولانا احمد بن محمد بن خلیل لکھتے ہیں ھو الصواب اللائق بتعظیم المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعلی حاکم الشریعۃ المطہرۃ زجر من انکر وتعزیرہ ترجمہ۔ یہی حق ہے اور تعظیم مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناسب ہیں حاکم شریعت مطہرہ پر لازم کہ منکر کو جھڑکے اور سزا دے مولانا عبد الرحمن بن علی حضرمی لکھتے ہیں۔ استحسنوا القیام تعظیما لہ اذا جاء ذکر مولدہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما صار تعظیما لہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوجب علینا ادائہ والقیام بہ ولا ینکر ما ذکرنا الا مبتدع مخالف عن طریق اہل السنۃ والجماعۃ لا استماع ولا اصغاء لکلامہ وعلی حاکم الاسلام تعزیرہ ترجمہ۔ علما نے وقت ذکر ولادت نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کی تعظیم کے لئے قیام مستحسن سمجھا اور جو چیز حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ٹھہری تو اس کا ادا کرنا اور بجا لانا ہم پر واجب ہو گیا اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر بدعتی، مخالف طریقہ اہل سنت وجماعت جس کی بات نہ سننے کے قابل نہ توجہ کے لائق اور حاکم اسلام پر اس کی تعزیر واجب ہے) بالجملہ۔ سردست اس قدر کتب وفتاوے وافعال واقوال علما وائمہ سے اس قیام مبارک کے استحسان واستحباب کی سند صریح حاضر ہے جس میں سو سے زائد علما وائمہ کی تحقیق وتصدیق روشن وظاہر اور رسالہ غایۃ المرام میں علمائے ہند کے بھی فتوے چھپے ہیں جن پر پچاس سے زیادہ مہر و دستخط ہیں اب منصف انصاف کرے آیا اس قدر علمائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ وجدہ وحدیدہ وروم وشام ومصر ودمیاط ویمن وزبید وبصرہ وحضر موت وحلب وحبش وبرزنج وبربع وکرد وداغستان واندلس وہند کا اتفاق قابل قبول ارباب عقول نہ ہوگا یا معاذ اللہ یہ عمائد شریعت صدہا سال سے آج تک سب کے سب مبتدع وبد مذہب اور ایک بدعت ضلالت کے مستحب ومستحسن ماننے والے ٹھہریں گے تعصب نہ کیجئے تو ہم ایک تدبیر بتائیں ذرا اپنے دل کو خیالات ایں وآں سے رہائی دیجئے اور آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کر یوں دل میں مراقبہ کیجئے کہ گویا یہ سینکڑوں اکابر سب کے سب ایک وقت میں زندہ موجود ہیں اور اپنے مراتب عالیہ کے ساتھ ایک مکان عالی شان میں جمع ہوئے ہیں اور ان کے

حضور مسئلہ قیام پیش ہوا ہے اور ان سب عمائد نے یکزبان ہو کر آواز بلند فرمایا ہے بیشک مستحب ہے وہ کون ہے جو اسے منع کرتا ہے ذرا ہمارے سامنے آئے اس وقت ان کی شوکت و جبروت کو خیال کیجئے اور مشتے چند مانعین ہندوستان میں ایک ایک کا مونہہ چراغ لے کر دیکھئے کہ ان میں سے کوئی بھی اس عالی شان مجمع میں جا کر ان کے حضور اپنی زبان کھول سکتا ہے اور یوں تو ؎

چو شیراں بر فتند از مرغزار زند روبہ لنگ لاف شکار!

جسے چاہیے کہدیجیے کہ وہ کیا تھے ہم ان کی کب مانتے ہیں انکا قول کیا حجت ہو سکتا ہے یہ بھی نہ سہی بالفرض اگر ان سب اکابر سے بیان مسئلہ میں غلط و خطا ہو جائے تو نقل و روایت میں تو معاذ اللہ کذب و افترا نہ کریں گے اب اوپر کی عبارتیں دیکھیے کہ کتنے علما نے اہل سنت و جماعت و علمائے بلاد دار الاسلام کا اس فعل کے استحباب و استحسان پر اجماع نقل کیا ہے کیا اجماع اہل سنت بھی پایۂ قبول سے ساقط اور ہنوز دلیل و سند کی حاجت باقی ہے اچھا یہ بھی جانے دو اور ان چند ہندیوں کا خلاف کہ وہ بھی جب یہاں کسی طرح کا دینی بندوبست و انتظام نہ رہا اور ہر ایک کو جو منہ پر آئے بک دینے کا اختیار ملا دقت و موقع پا کر بہک اٹھے ہیں قادح اجماع جانو تاہم ہماری طرف سواد اعظم میں تو شک نہیں اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار ترجمہ۔ بڑے گروہ کی پیروی کرو کہ جو اکیلا رہا اکیلا دوزخ میں گیا اور فرماتے ہیں انما یاکل الذئب القاصیۃ ترجمہ۔ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو گلہ سے دور ہوتی ہے) انصاف کیجئے تو حضرت امام اجل محقق اعظم سیدنا تقی الملۃ والدین سبکی اور اس وقت کے اکابر علما و اعیان قضاۃ و مشائخ اسلام کا قیام ہی مسلمانوں کے لیے حجت کافیہ تھا جس کے بعد اور سند کی احتیاج نہ تھی جیسا کہ علامہ جلیل علی بن برہان حلبی و علامہ انباری وغیرہما علمانے تصریح فرمائی نہ کہ ان ائمہ کے بعد یہ قیام تمام بلاد دار الاسلام کے خواص و عوام میں صدہا سال سے شائع و ذائع رہے اور ہزارہا علما و اولیا اس پر اتفاق و اجماع فرمائیں جب بھی آپ صاحبوں کے نزدیک لائق تسلیم نہ ہو صد حیف ہزار افسوس کہ قرنہا قرن سے علمائے امت محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم سب معاذ اللہ بدعتی و غلط گو و غلط کار ٹھہریں اور سچے پکے سنی نہیں تو یہ چند ہندی جنہیں اس ملک میں احکام

اسلام جاری نہ ہونے نے ڈھیلی باگ کردی انا للہ وانا الیہ راجعون یہ ہے مجمل تحقیق استحباب قیام پر صرف ایک دلیل کی اسکے سوا دلائل متکاثرہ و حجج باہرہ و براہین قاہرہ قرآن وحدیث واصول وقواعد شرع سے اس پر قائم ہیں جن کی تفصیل و توضیح اور شبہات مانعین کی تذلیل و تفضیح بر طرز بدیع و نہج بخیح حضرت حجۃ الخلف بقیۃ السلف تاج العلماء اس الکملا سیدی و مولائے خدمت والد ماجد حضرت مولانا مولوی محمد نقی علیخاں صاحب قادری برکاتی احمدی قدس اللہ تعالےٰ سرہ الزکی نے رسالہ مستطابہ اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام میں بالا مزید علیہ بیان فرمائی جسے تحقیق بے عدیل و تدقیق بے مثیل دیکھنے کی تمنا ہو اسے مژدہ دیجئے کہ اس پاک مبارک رسالہ کے مائدہ فائدہ سے زلہ ربا ہو رہا یہ کہ یہ قیام ذکر ولادت شریفہ کے وقت کیوں ہے اس کی وجہ نہایت روشن اولاً صدہا سال سے علمائے کرام و بلاد دارالاسلام میں یونہی معمول ثانیاً ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر پاک صاحب لولاک صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم مثل ذات اقدس کے ہے اور صور تعظیم سے ایک صورت قیام بھی ہے اور یہ صورت وقت قدوم معظم بجالائی جاتی ہے اور ذکر ولادت حضور سید المعظمین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم۔

لطیفہ نظیفہ ہمارے فرقۂ اہل سنت وجماعت پر رحمت الٰہیہ کی تمامی سے ہے کہ اس مسئلہ میں بہت منکرین کو اپنے گھر بھی جائے دست و پا زدن باقی نہیں وہ بزور زبان قیام کو بدعت و ناجائز کہتے جاتے ہیں مگر ان کے امام و مولا و مرشد و آقا مجتہد الطائفہ میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کہ آج وہابیہ ہندوستان کے سر و سردار اور ان کے یہاں لقب شیخ الکل فے الکل کے سزاوار ہیں جن کی نسبت وہابیت ہند کی ناک طائفہ بھر کے بڑے متکلم بے باک کشور تو ہب کے افسر فوجی میاں بشیر الدین صاحب قنوجی نے اپنے رسالہ ممانعت مجلس و قیام مسمے بہ غایۃ الکلام میں لکھا" زبدۃ المحققین و عمدۃ المحدثین مولانا سید نذیر حسین شاہجہان آبادی از اولیائے عصر و اکابر علمائے ایں زمان است الی آخر الہذیان" یہ حضرت من حیث لا یشعر جواز و استحباب قیام تسلیم فرماچکے امام اجل عالم الامہ کاشف الغمہ سیدنا تقی الملۃ والدین سبکی اور ان کے حضار مجلس کا نعت و ذکر حضور اصطفا علیہ افضل التحیۃ والثناء سن کر قیام فرمانا

توہم اوپر ثابت کر آئے اور اس سے ملّا مجتہد دہلوی بھی انکار نہیں کر سکتے کہ خود اسی مسئلہ میں انکے
امام مستند علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی سبل الہدیٰ والرشاد میں یہ حکایت نقل فرمائی اب
سنئے کہ مجتہد بہادر اپنے ایک دستخطی مہری مصدقہ فتوے میں کہ فقیر کے پاس اصلی موجود ہے کیا کچھ تسلیم
فرماتے ہیں ان امام ہمام کی نسبت لکھا ہے "تقی الدین سبکی کے اجتہاد پر علما کا اجماع ہے امام علامہ
مجتہد ابن حجر مکی ان کی تعریف میں فرماتے ہیں۔ الامام المجمع علی جلالتہ واجتہادہ" یہاں سے
صاف ثابت ہوا کہ امام تقی الدین کا مجتہد ہونا ان تیرہ صدی کے مجتہد کو مقبول ہے اور اسی فتوے
میں ہے "جب ایک امام صحیح الاجتہاد نے ایک کام کیا تو ضرور ہے کہ اس کا اجتہاد اس کی طرف
مؤدی ہوا اور اجتہاد مجتہد بے شک حجت شرعیہ ہے" اب کیا کلام رہا کہ اس قیام کے جواز پر حجت
شرعیہ قائم اور سنئے اسی فتوے میں ہے "جیسے ائمہ اربعہ کا قول ضلالت نہیں ہو سکتا ایسے ہی کسی
مجتہد کا مذہب بدعت نہیں ٹھہر سکتا جو کہے وہ خبیث خود بدعتی احبار و رہبان پرست ہے کہ مجتہد چاہے
اگلا ہو یا پچھلا وہ تو مظہر حکم خدا ہے نہ مثبت" اب تو ماننا پڑے گا کہ جو شخص قیام کو بدعت ضلالت
کہے وہ خبیث خود بدعتی احبار و رہبان پرست ہے اور سنئے تمام طائفہ جو ایسی جگہ اس خبط پر ناز
کرتا تھا کہ یہ قیام حادث ہے اور حدیث میں محدثات کی مذمت وارد مجتہد صاحب نے یہ دروازہ
بھی بند کر دیا کہ اسی فتوے میں ہے خدا نے مجتہدوں کو اسی لئے بنایا ہے کہ جو واقعہ تازہ پیدا ہو اسکا
ان اماموں پر طعن بعینہٖ قرآن و حدیث پر طعن ہے اور ایسی جگہ حدیث من احدث الخ پڑھنا
اول تو جھوٹ دوسرے کتنا بے محل الخ" اس مقام کا زیادہ احقاق و اکمال اور دلائل مانعین کا
ازہاق و ابطال فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے رسالہ "الصارم الالٰہی علی عمائد المشرب الواہی" پر محول کر
رد فتوائے مولوی نذیر حسین دہلوی میں زیر قصد تالیف ہے وہاں ان شاء اللہ العزیز فیض الٰہی نئے
طور سے بندۂ اذل ارذل کے لئے کارفرمائے عنایت واعانت ہوگا کہ جو کچھ لکھا جائیگا محض اقرار
واعتراف عمائد فرقہ سے مثبت ہوگا واللہ الموفق والمعین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

مقام دوم اس مقام کی شرح وتفصیل مفضی نہایت اطناب وتطویل کہ اگر اس کا
ایک حصہ بیان میں آئے تو کتاب مستقل ہو جائے معہذا ہمارے علمائے عرب وعجم بحمد اللہ تعالےٰ
اس سے فارغ ہو چکے کوئی دقیقہ احقاق حق و ابطال باطل کا اٹھا نہ رکھا علے الخصوص حضرت

حامی السنن ماحی الفتن حجۃ اللہ فی الارضین معجزۃ سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیدی و مولای خدمت والدم روح اللہ روحہ و نور ضریحہ نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد میں وہ تحقیقات بدیعہ و تدقیقات منیعہ ارشاد فرمائیں جنکے بعد انشاء اللہ تعالےٰ حق کے لئے نہیں مگر غایت انجلا و بیان اور باطل کو نصیب نہیں مگر موت بے امان والحمدللہ ربّ العلمین لہذا فقیر یہاں چند اجمالی نکتوں پر بر سبیل اشارہ وایما اکتفا کرتا ہے اگر اسی قدر چشم انصاف میں پسند آیا فبہا ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ فقیر تفصیل و تکمیل کے لئے حاضر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

نکتہ ۱۔ اصل اشیا میں اباحت ہے یعنی جس چیز کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت اور اس کی برائی پر دلیل شرعی ناطق وہی تو ممنوع و مذموم ہے باقی سب چیزیں جائز و مباح رہیں گی خاص انکا ذکر جواز قرآن و حدیث میں منصوص ہو یا ان کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو جو شخص جس فعل کو ناجائز یا حرام یا مکروہ کہے اس پر واجب کہ اپنے دعویٰ پر دلیل قائم کرے اور جائز و مباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہونا ہی جواز کی دلیل کافی ہے جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ و مستدرک حاکم میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ماحرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ ترجمہ۔ حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام فرما دیا اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ اللہ کیطرف سے معاف ہے یعنی اس کے فعل پر کچھ مواخذہ نہیں مرقاۃ میں فرماتے ہیں فیہ ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ ترجمہ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اصل سب چیزوں میں مباح ہونا ہے شیخ محقق شرح میں فرماتے ہیں "وایں دلیل ست بر آنکہ اصل در اشیاء اباحت ست" نصر کتاب الحجۃ میں فرماتے ہیں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ سے راوی قال ان اللہ عزوجل خلقکم وھو اعلم بضعفکم فبعث الیکم رسولا من انفسکم وانزل علیکم کتابا وحد لکم فیہ حدودا امرکم ان لا تعتدوھا وفرض فرائض امرکم ان تتبعوھا وحرم حرمات نہاکم ان تنتہکوھا وترك اشیاء لم یدعھا نسیانا فلا تتکلفوھا

وانما ترکھا رحمۃ لکم ترجمہ بے شک اللہ عزوجل نے تمہیں پیدا کیا اور وہ تمہاری ناتوانی جانتا ہے تو تم ہی تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا اور تم پر ایک کتاب اتاری اور اس میں تمہاری لئے کچھ حدیں باندھیں اور تمہیں حکم دیا کہ ان سے نہ بڑھو اور کچھ فرض کئے اور تمہیں حکم کیا کہ ان کی پیروی کرو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں اور تمہیں ان کی بے حرمتی سے منع فرمایا اور کچھ چیزیں اس نے چھوڑ دیں کہ بھول کر نہ چھوڑیں ان میں تکلف نہ کرو اور اللہ نے تو تم پر رحمت ہی کے لئے انہیں چھوڑ دیا ہے امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمۃ او الکراھۃ الذین لا بد لھما من دلیل بل فی الاباحۃ التی ھی الاصل ترجمہ۔ یہ کچھ احتیاط نہیں ہے کہ کسی چیز کو حرام یا مکروہ کہہ کر خدا پر افترا کر دو کہ حرمت وکراہت کے لئے تو دلیل درکار ہے بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اباحت مانی جائے کہ اصل وہی ہے۔ مولانا علی قاری رسالہ اقتدا بالمخالف میں فرماتے ہیں من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلۃ ھو الصحۃ واما القول بالفساد او الکراھۃ فیحتاج الی حجۃ من الکتاب او السنۃ او اجماع الامۃ ترجمہ۔ یقینی بات ہے کہ اصل ہر مسئلہ میں صحت ہے اور فساد یا کراہت ماننا یہ محتاج اس کا ہے کہ قرآن یا حدیث یا اجماع امت سے اس پر دلیل قائم کیجائے اور اس کے سوا بہت آیات واحادیث سے یہ مطلب ثابت اور اکابر ائمہ سلف وخلف کے کلام میں اسکی تصریح موجود یہاں تک کہ میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے فتوائے مصدقہ مہری دستخطی میں ہے" او مدہوش بے عقل خدا ورسول کا جائز نہ کہنا اور بات ہے اور ناجائز کہنا اور بات یہ تو بتاؤ کہ تم جو ناجائز کہتے ہو خدا ورسول نے ناجائز کہاں کہا ہے الخ اھ ملخصاً پس مجلس میلاد وقیام وغیرہما بہت امور متنازع فیہا کے جواز پر ہمیں کوئی دلیل قائم کرنے کی حاجت نہیں شرع سے ممانعت نہ ثابت ہونا ہی ہمارے لئے دلیل ہے تو ہم سے سند مانگنا سخت دانائی اور بحکم مجتہد بہادر عقل وہوش سے جدائی ہے ہاں تم جو ناجائز وممنوع کہتے ہو تم ثبوت دو کہ خدا ورسول نے ان چیزوں کو کہاں ناجائز فرمایا ہے اگر ثبوت نہ دو اور انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز نہ دے سکو گے تو اقرار کرو کہ تم نے شرع مطہر پر افترا کیا ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون سبحٰن اللہ الٹے سند کا مطالبہ ہم سے۔

نکتہ ۲ ۔ عموم و اطلاق سے استدلال زمانۂ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے آج تک علما میں شائع و ذائع یعنی جب ایک بات کو شرع نے محمود فرمایا تو جہاں اور جس وقت اور جس طرح وہ بات واقع ہوگی ہمیشہ محمود رہے گی تاوقتیکہ کسی صورت خاصہ کی ممانعت خاص شرع سے نہ آجائے مثلاً مطلق ذکر الٰہی کی خوبی قرآن و حدیث سے ثابت تو جب کبھی کہیں کسی طور پر خدا کی یاد کیجائیگی بہتر ہی ہوگی ہر ہر خصوصیت کا ثبوت شرع سے ضرور نہیں مگر پاخانہ میں بیٹھ کر زبان سے یاد الٰہی کرنا ممنوع کہ اس خاص صورت کی برائی شرع سے ثابت غرض جس مطلق کی خوبی معلوم اس کی خاص خاص صورتوں کی جدا جدا خوبی ثابت کرنا ضرور نہیں کہ آخر وہ صورتیں اسی مطلق کی تو ہیں جس کی بھلائی ثابت ہو چکی بلکہ کسی خصوصیت کی برائی ماننا یہ محتاج دلیل ہے مسلم الثبوت میں ہے شاع و ذاع احتجاجھم سلفا و خلفا بالعمومات من غیر نکیر اسی میں ہے العمل بالمطلق یقتضی الاطلاق تحریر الاصول علامہ ابن الہمام اور اس کی شرح میں ہے یعمل به ان یجری فی کل ما صدق علیه المطلق یہاں تک کہ خود فتوائے مصدقہ نذیریہ میں ہے "جب عام و مطلق چھوڑا تو یقیناً اپنے عموم و اطلاق سے استدلال برابر زمانہ صحابہ کرام سے آج تک بلا نکیر رائج ہے ۔

اب سنئے ذکر الٰہی کی خوبی شرعاً مطلقاً ثابت قال اللہ تعالیٰ اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (خدا کو یاد کرو بہت یاد کرنا) اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء اللہ و اولیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یاد عین خدا کی یاد ہے کہ انکی یاد ہے تو اسی لئے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں یہ اللہ کے ولی ہیں معہذا نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد مجالس و محافل میں یونہی ہوتی ہے کہ حضرت حق تبارک وتعالےٰ نے انہیں یہ مراتب بخشے یہ کمال عطا فرمائے اب چاہے اسے نعت سمجھ لو یعنی ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے ہیں جنہیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے ایسے درجے دیئے اس وقت یہ کلام کریمہ ورفعنا بعضھم درجٰت کی قبیل سے ہوگا چاہے حمد سمجھ لو یعنی ہمارا مالک ایسا ہے جس نے اپنے محبوب کو یہ رتبے بخشے اس وقت یہ کلام کریمہ سُبحٰن الذی اسری بعبدہٖ و کریمہ ھو الذی ارسل رسوله بالھدی کے طور پر ہو جائیگا حق سبحنہ وتعالیٰ اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ (اور بلند کیا ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر) امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ شفا شریف میں اس آیۂ کریمہ کی تفسیر سیدی ابن عطا قدس سرہ العزیز سے

سے یوں نقل فرماتے ہیں جعلتك ذکرا من ذکرك ذکرنی یعنے حق تعالیٰ اپنے
حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا جو تمہارا
ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا) بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ مصطفےٰ صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد بعینہٖ خدا کی یاد ہے پس بحکم اطلاق جس جس طریقہ سے ان کی یاد کیجائیگی حسن
محمود ہی رہے گی اور مجلس میلاد و صلاۃ بعد اذان وغیرہما کسی خاص طریقہ کیلئے ثبوت مطلق کے
سوا کسی نئے ثبوت کی ہرگز حاجت نہ ہوگی ہاں جو کوئی ان طرق کو ممنوع کہے وہ ان کی خاص ممانعت
ثابت کرے اسی طرح نعمت الٰہیہ کے بیان و اظہار کا ہمیں مطلقاً حکم دیا گیا قال تعالیٰ واما بنعمۃ
ربك فحدث (اپنے رب کی نعمت خوب بیان کرو) اور ولادت اقدس حضور صاحب لولاک
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نعمتوں کی اصل ہے تو اس کے خوب بیان و اظہار کا نص قطعی قرآن
سے ہمیں حکم ہوا اور بیان و اظہار مجمع میں بخوبی ہوگا تو ضرور چاہیئے کہ جس قدر ہوسکے لوگ جمع
کئے جائیں اور انہیں ذکر ولادت باسعادت سنایا جائے اسی کا نام مجلس میلاد ہے علیٰ ہذا
القیاس نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمان کا ایمان ہے اور اس کی خوبی قرآن عظیم سے
مطلقاً ثابت قال تعالیٰ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ترجمہ اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری
دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو تم خدا اور رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو)
وقال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ترجمہ۔ جو خدا کے
شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ بے شک دلوں کی پرہیزگاری سے ہے وقال تعالیٰ ومن یعظم حرمت
اللہ فذلك خیر لہ عند ربہ ترجمہ۔ جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی تو یہ بہتر ہے اس کے لئے
اس کے رب کے یہاں) پس بوجہ اطلاقِ آیات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جس
طریقہ سے کیجائیگی حسن و محمود ہی رہے گی اور خاص خاص طریقوں کے لئے ثبوت جداگانہ درکار نہ
ہوگا ہاں اگر کسی خاص طریقہ کی برائی بالتخصیص شرع سے ثابت ہو جائے گی تو وہ بے شک ممنوع
ہوگا۔ جیسے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا یا جانور ذبح کرتے وقت بجائے تکبیر حضور
کا نام لینا اسی لئے امام علامہ ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں تعظیم النبی صلے اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیھا مشارکۃ اللہ تعالیٰ فی الالوھیۃ امر مستحسن عند من نور اللہ ابصارھم یعنے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم تمام اقسام تعظیم کے ساتھ جن میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ الوھیت میں شریک کرنا نہ ہو ہر طرح امر مستحسن ہے ان کے نزدیک جن کی آنکھوں کو اللہ تعالیٰ نے نور بخشا ہے) پس یہ قیام کہ وقت ذکر ولادت شریف اہل اسلام محض بنظر تعظیم واکرام حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام بجالاتے ہیں بیشک حسن ومحمود ٹھہریگا تاوقتیکہ مانعین خاص اس صورت کی بُرائی کا قرآن وحدیث سے ثبوت نہ دیں وانی لھم ذلک تنبیہ یہاں سے ثابت ہوا کہ تابعین وتبع تو درکنار خود قرآن عظیم سے مجلس وقیام کی خوبی ثابت ہے والحمد للہ رب العلمین۔

نکتہ ۳۔ ہم پوچھتے ہیں تمہارے نزدیک کسی فعل کے لئے رخصت یا ممانعت ماننا اس پر موقوف کہ قرآن وحدیث میں خاص اُس کا نام لے کر جائز کہا یا منع کیا ہو یا اس کی کچھ حاجت نہیں بلکہ کسی عام یا مطلق مامور بہ یا عام یا مطلق منہی عنہ کے تحت میں داخل ہونا کفایت کرتا ہے برتقدیر اول تم پر فرض ہوا کہ بالخصوص مجلس وقیام مجلس کے نام کے ساتھ قرآن وحدیث سے حکم ممانعت دکھاؤ۔ برتقدیر ثانی کیا وجہ کہ ہم سے خصوصیت خاصہ کا ثبوت مانگتے ہو اور باآنکہ یہ افعال اطلاقات ذکر وتحدیث وتعظیم وتوقیر کے تحت میں داخل ہیں جائز نہیں مانتے۔

نکتہ ۴۔ حضرات مانعین کا تمام طائفہ اس مرض میں گرفتار کہ قرن وزمانہ کو حاکم شرعی بنایا ہے جو نئی بات کہ قرآن وحدیث میں بایں ہیئت کذائی کہیں اسکا ذکر نہیں جب فلاں زمانہ میں ہو تو کچھ بُری نہیں اور فلاں زمانہ میں ہو تو ضلالت وگمراہی حالانکہ شرعاً وعقلاً کسی طرح زمانہ کو احکام شرع یا کسی فعل کی تحسین وتقبیح پر قابو نہیں نیک بات کسی وقت میں ہو نیک ہے اور برا کام کسی زمانہ میں ہو بُرا ہے آخر بلوائے مصر وواقعۂ کربلا وحادثۂ حرہ وبدعات خوارج وشناعات روافض وخباثات نواصب وخرافات معتزلہ وغیرہا امور شنیعہ زمانۂ صحابہ وتابعین میں حادث ہوئے مگر معاذ اللہ اس وجہ سے وہ نیک نہیں ٹھہر سکتے اور بنائے مدارس وتصنیف کتب وتدوین علوم ورد مبتدعین وتعلیم وتعلم نحو وصرف وطرق اذکار وصور اشغال، اولیائے سلاسل قدست اسرارہم وغیرہا امور حسنہ ان کے بعد شائع ہوئے مگر عیاذاً باللہ اس وجہ سے

بد نہیں قرار پا سکتے اس کا مدار نفس فعل کے حسن و قبح پر ہے جس کام کی خوبی صراحۃً یا اشارۃً قرآن و حدیث سے ثابت وہ بے شک حسن ہوگا چاہے کہیں واقع ہوا ور جس کام کی برائی تصریحاً یا تلویحاً وارد وہ بے شک قبیح ٹھہرے گا خواہ کسی وقت میں حادث ہو جمہور محققین ائمہ و علمائے اس قاعدہ کی تصریح فرمائی اگرچہ منکرین براہِ سینہ زوری نہ مانیں امام ولی الدین ابوزرعہ عراقی کا قول پہلے گزرا کہ کسی چیز کا نو پیدا ہونا موجب کراہت نہیں کہ بہتری بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جبکہ ان کے ساتھ کوئی مفسدہ شرعیہ نہ ہو اسی طرح امام علامہ مرشد ملت حکیم امت سیدنا و مولانا حجۃ الحق والاسلام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بھی اوپر مذکور ہے کہ صحابہ سے منقول نہ ہونا باعث ممانعت نہیں بری تو وہ بدعت ہے جو کسی سنت مامور بہا کا رد کرے اور کیمیائے سعادت میں ارشاد فرماتے ہیں "اینہہ اگرچہ بدعت ست واز صحابہ و تابعین نقل نہ کردہ اند لیکن نہ ہرچہ بدعت بود نہ شاید کہ بسیاری بدعت نیکو باشد پس بدعتیکہ مذموم ست آنکہ مخالف سنت باشد" امام بیہقی وغیرہ علما حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں المحدثات من الامور ضربان احدھما ما احدث مما یخالف کتابا اوسنۃ او اثرا او اجماعا فھذہ البدعۃ الضلالۃ والثانی ما احدث من الخیر ولا خلاف فیہ لواحد من ھذہ وھی غیر مذمومۃ ترجمہ - نو پیدا باتیں دو قسم ہیں ایک وہ کہ قرآن یا احادیث یا آثار یا اجماع کے خلاف نکالی جائیں یہ تو بدعت گمراہی ہے دوسرے وہ اچھی بات کہ احداث کیجائے اور اس میں ان چیزوں کا خلاف نہ ہو تو وہ بری نہیں) امام علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں والبدعۃ ان کانت مما تندرج تحت مستحسن فھی حسنۃ وان کانت تندرج تحت مستقبح فھی مستقبحۃ والا فمن قسم المباح - ترجمہ - بدعت اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ اچھی ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بری ہے اور جو دونوں میں سے کسی کے نیچے نہ داخل ہو تو وہ قسم مباح سے ہے) اسی طرح صدہا اکابر نے تصریح فرمائی اب مجلس و قیام وغیرہا امور متنازع فیہا کی نسبت تمہارا یہ کہنا کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں نہ تھے لہٰذا ممنوع ہیں محض باطل ہو گیا ہاں اس وقت ممنوع ہو سکتے ہیں جب تم کافی ثبوت دو کہ خاص ان افعال میں شرعاً کوئی برائی ہے ورنہ اگر کسی مستحسن کے نیچے داخل ہیں تو محمود اور بالفرض کسی کے

نیچے داخل نہ ہوئے تو مباح ہو کر محمود ٹھہریں گے کہ جو مباح بہ نیت نیک کیا جائے شرعاً محمود ہو جاتا ہے کما فی بحر الرائق وغیرہ کیوں کیسے کھلے طور پر ثابت ہوا کہ ان افعال کی سند زمانہ صحابہ یعنی تبع تابعین سے مانگنا کس قدر نادانی جہالت تھا والحمدللہ۔

نکتہ ۵ ۔ بڑی مستند ان حضرات کی حدیث خیر القرون قرنی ہے اس میں بحمد اللہ ان کے مطلب کی بو بھی نہیں حدیث میں تو صرف اس قدر ارشاد ہوا کہ میرا زمانہ سب سے بہتر ہے پھر دوسرا پھر تیسرا اس کے بعد جھوٹ اور خیانت اور تن پروری اور خواہی نخواہی گواہی دینے کا شوق لوگوں میں شائع ہو جائیگا اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ ان زمانوں کے بعد جو کچھ حادث ہو گا اگرچہ کسی اصل شرعی یا عام مطلق ماموربہ کے تحت میں داخل ہو شنیع و مذموم ٹھہریگا جو اسکے ثبوت کا دعوے رکھتا ہو بیان کرے کہ حدیث کے کون سے لفظ کا یہ مطلب ہے ۔ اے عزیز یہ تو بالبداہتہ باطل کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں شر مطلقاً نہ تھا نہ ان کے بعد خیر مطلقاً رہی ہاں اس قدر میں شک نہیں کہ سلف میں اکثر لوگ خداترس متقی پرہیزگار تھے بعد کو فتنے فساد پھیلتے گئے پھر یہ کن میں انہی لوگوں میں جو علم و محبت اکابر سے بہرہ نہیں رکھتے ورنہ علمائے دین ہر طبقہ اور ہر زمانہ منبع و مجمع خیر رہے ہیں مگر ہوا یہ کہ ان زمانوں میں علم بکثرت تھا کم لوگ جاہل رہتے اور جو جاہل تھے وہ علمائے کے فرمانبردار اس لیئے شر و فساد کو کم دخل ملتا کہ دین متین دامنِ علم سے وابستہ ہے اس کے بعد علم کم ہوتا گیا جہل نے فروغ پایا جاہلوں نے سرکشی و خودسری اختیار کی لاجرم فتنوں نے سر اٹھایا اب یہیں نہ دیکھ لیجئے کہ صدہا سال سے علمائے دین مجلس و قیام کو مستحب و مستحسن کہتے چلے آتے ہیں تم لوگ ان کا حکم نہیں مانتے انہیں سرتابیوں نے اس زمانہ کو نسا زمانہ شر بنا دیا تو یہ جسقدر مذمتیں ہیں زمانہ مابعد کے جہال کی طرف راجع ہیں ان سے کون استدلال کرتا ہے نہ ہمارا یہ عقیدہ کہ جس زمانہ کے جاہل جو بات چاہیں اپنی طرف سے نکال لیں وہ مطلقاً محمود ہو جائے گی کلام علما میں ہے کہ جس امر کو یہ اکابر امت مستحب و مستحسن کہیں وہ بے شک مستحب و مستحسن ہے چاہے کبھی واقع ہو کہ علمائے دین کسی وقت میں مصدر و مظہر شر نہیں ہوتے والحمدللہ رب العلمین۔

نکتہ ۶ ۔ اگر کسی زمانہ کی تعریف اور اسکے مابعد کا نقصان احادیث میں مذکور ہونا اسی کو مستلزم ہو کہ اس زمانہ کے محدثات خیر ٹھہریں اور مابعد کے شر تو اکثر زمانہ صحابہ و تابعین

سے بھی ہاتھ اٹھا رکھیے۔ اخرج الحاکم و صححہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بعثنی بنو المصطلق الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالوا سل لنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی من ندفع صدقاتنا بعدک فقال الی ابی بکر قالوا فان حدث بابی بکر حدث فالی من قال الی عمر قالوا فان حدث بعمر حدث فقال الی عثمٰن قالوا فان حدث بعثمان حدث فقال ان حدث بعثمٰن حدث فتبا لکم الدھر فتبا اھ ملخصا۔ ترجمہ۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے بنی مصطلق نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ حضور سے پوچھوں حضور کے بعد ہم اپنے اموال زکوٰۃ کسے دیں فرمایا ابوبکر کو کہا اگر ابوبکر کو کوئی حادثہ پیش آئے فرمایا عمر کو۔ عرض کی اگر عمر کو کچھ حادثہ واقع ہو فرمایا عثمٰن کو۔ کہا اگر عثمان کو کوئی حادثہ مونھ دکھائے فرمایا اگر عثمان کا بھی واقعہ ہو تو خرابی ہے تمہارے لئے ہمیشہ پھر خرابی ہے واخرج ابونعیم فی الحلیۃ والطبرانی عن سھل بن ابی حثمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث طویل قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اتی علی ابی بکر اجلہ وعمر اجلہ وعثمٰن اجلہ فان استطعت ان تموت فمت ترجمہ۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب ابوبکر و عمر و عثمان کو موت آجائے تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ مر جائے تو مر جانا، واخرج ابونعیم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اذا انا مت وابوبکر و عمر و عثمٰن فان استطعت ان تموت فمت ترجمہ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب انتقال فرماؤں میں اور ابوبکر و عمر و عثمان تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ مر جائے تو مر جانا، واخرج الطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویحک اذا مات عمر فان استطعت ان تموت فمت ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس جب عمر مر جائے تو اگر مر سکے تو مر جانا حسنہ الامام جلال الدین فی الحدیث قصہ اب تمہارے طور پر چاہیئے کہ زمانہ پاک حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ صرف زمانہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک خیر ہے پھر جو کچھ حادث ہو اگرچہ وہ خلافت حقہ راشدہ سیدنا و مولانا امیر المومنین علی مرتضٰے کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میں ہو وہ معاذ اللہ سب شر و قبیح و مذموم و بدعت ضلالت قرار پائے خدا ایسی بری سمجھ سے

اپنی پناہ میں رکھے اور مزہ یہ کہ ان احادیث کے مقابل حدیث خیر القرون بھی نہیں لا سکتے کہ تمہارے امام اکبر مولوی اسمٰعیل دہلوی کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی انہیں احادیث اور انکے امثال پر نظر کر کے حدیث خیر القرون کے معنی ہی کچھ اور بتا گئے ہیں دیکھیے "ازالۃ الخفا" میں کیا کچھ فرمایا ہے حدیث خیر القرون ذکر کر کے لکھتے ہیں:-

"بنائے استدلال بر توجیہ صحیح ست کہ اکثر احادیث شاہد آنست قرن اول از زمانہ ہجرت آں حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تا زمان وفات وی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقرن ثانی از ابتدائے خلافت صدیق تا وفات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما وقرن ثالث قرن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہر قرنے قریب دوازدہ سال بودہ است قرن در لغت قوم متقاربین فی السن بعد ازاں قومی راکہ در ریاست وخلافت مقترن باشند قرن گفتہ شد چوں خلیفہ دیگر باشد و وزرائے حضور دیگر و امرائے امصار دیگر و رؤسائے جیوش دیگر و حربیان دیگر و ذمیان دیگر تفاوت قرن بہم رسد"

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

"قرن اول زمان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود از ہجرت تا وفات وقرن ثانی زمان شیخین وقرن ثالث زمان ذی النورین بعد ازاں اختلافہا پدید آمد و فتنہا ظاہر گردید"

بالجملہ اس قدر میں تو شک نہیں کہ یہ معنی بھی حدیث میں صاف محتمل اور بعد احتمال کے تمہارا استدلال یقیناً ساقط والحمد للہ رب العٰلمین

نکتہ ۷ - اگر کسی زمانہ کی تعریف حدیث میں آنا اسی کا موجب ہو کہ اس کے محدثات خیر قرار پائیں تو بسم اللہ وہ حدیث ملاحظہ ہو کہ امام ترمذی نے بسند حسن حضرت انس اور امام احمد نے حضرت عمار بن یاسر اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عمار بن یاسر وسلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے روایت کی اور محقق دہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بنظر کثرت طرق اس کی صحت پر حکم دیا کہ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ ترجمہ- میری امت کی کہاوت ایسی ہے جیسے مینہ کہ نہیں کہہ سکتے

اس کا اگلا بہتر ہے یا پچھلا، شیخ محقق شرح میں لکھتے ہیں۔ "کنایہ است از لودن ہمہ امت خیر چنانکہ مطر ہمہ نافعست"، امام مسلم اپنی صحیح میں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی لاتزال طائفۃ من امتی قائمۃ بامراللہ لایضرھم من خذلھم اوخالفھم حتی یأتی امراللہ وھم ظاھرون علی الناس ترجمہ۔ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ خدا کے حکم پر قائم رہے گا انہیں نقصان نہ پہنچا ئیگا جو انہیں چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا یہاں تک کہ خدا کا وعدہ آئیگا اس حال میں کہ وہ لوگوں پر غالب ہوں گے۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں۔

"گمان مبر کہ در زمان شرور ہیچکس شریر بودہ اند وعنایتہائے الہی در تہذیب نفوس بیکار افتادہ بلکہ اینجا اسرار عجیب است ؎ عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند۔ در ہر زمانہ طائفہ را مہبط انوار و برکات ساختہ اند"

کہئے اب کدھر گئی ان قرون کی تخصیص اور کیوں نہ خیر ٹھہریں گے وہ امور جو علما و عرفائے مابعد میں بلحاظ اصول وعموم و اطلاق شائع ہوئے والحمدللہ۔

نکتہ ۸۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے محاورات و مکالمات کو دیکھئے تو وہ خود صاف صاف ارشاد فرما رہے ہیں کہ کچھ ہمارے زمانہ میں ہونے نہ ہونے پر مدار خیریت و شریت نہیں دیکھئے بہت نئی باتیں کہ زمانہ پاک حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھیں ان کے زمانہ میں پیدا ہوئیں اور وہ انہیں برا کہتے اور نہایت تشدد و انکار فرماتے اور بہت تازہ باتیں حادث ہوتیں کہ ان کو بدعت و محدثات مان کر خود کرتے اور لوگوں کو اجازت دیتے اور خیر و حسن بتاتے امیرالمؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں "نعمت البدعۃ ہذہ" ترجمہ۔ کیا اچھی بدعت ہے یہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما چاشت کی نسبت فرماتے ہیں "انہا لبدعۃ ونعمت البدعۃ وانہا لمن احسن ما احدثہ الناس" ترجمہ۔ بیشک وہ بدعت ہے اور کیا ہی عمدہ بدعت ہے اور بے شک وہ ان بہتر چیزوں میں سے ہے جو لوگوں نے نئی نکالیں، سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں احدثتم قیام رمضان فدوموا علی ما فعلتم ولا تترکوا ترجمہ۔ تم لوگوں نے قیام رمضان نیا نکالا تو اب جو نکالا ہے تو ہمیشہ کیے جاؤ اور کبھی نہ چھوڑنا، دیکھو یہاں تو صحابہ کرام نے ان افعال کو بدعت کہکر حسن کہا اور انہیں

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مسجد میں ایک شخص کو تثویب کہتے سن کر اپنے غلام سے فرمایا:۔
اخرج بنا من عند ھذا المبتدع ترجمہ۔ نکل چل ہمارے ساتھ اس بدعتی کے پاس سے، سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادہ کو نماز میں بسم اللہ بآواز پڑھتے سن کر فرمایا ای محدث ایاک والحدث ترجمہ۔ اے میرے بیٹے یہ نوپیدا بات ہے بچ نئی باتوں سے، یہ فعل بھی اس زمانہ میں واقع ہوئے تھے انہیں بدعت سیئہ مذمومہ ٹھہرایا تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی اپنے زمانہ میں ہونے نہ ہونے پر مدار نہ تھا بلکہ نفس فعل کو دیکھتے اگر اس میں کوئی محذور شرعی نہ ہوتا اجازت دیتے ورنہ منع فرماتے اور یہی طریقہ بعینہٖ زمانہ تابعین و تبع تابعین میں رائج رہا اپنے زمانہ کی بعض نو پیدا چیزوں کو منع کرتے بعض کو جائز رکھتے اور اس منع و اجازت کیلئے آخر کوئی معیار تھی اور وہ نہ تھی مگر نفس فعل کی بھلائی برائی تو باتفاق صحابہ و تابعین قاعدۂ شرعیہ وہی قرار پایا کہ حسن حسن ہے اگرچہ نیا ہو اور قبیح قبیح ہے گو پرانا ہو پھر ان کے بعد یہ اصل کیونکر بدل سکتی ہے ہماری شرع بحمداللہ ابدی ہے جو قاعدے اس کے پہلے تھے قیامت تک رہیں گے معاذاللہ زید و عمرو کا قانون تو ہے ہی نہیں کہ تیسرے سال بدل جائے۔

نکتہ ۹ - یہ اعتراض کہ پیشوائے دین نے تو یہ فعل کیا ہی نہیں ہم کیونکر کریں زمانہ صحابہ میں پیش ہو کر رد ہو چکا اور بلفظہٖ ان جلیل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سیدنا فاروق اعظم وغیرہما صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرار پا چکا کہ بات کا فی نفسہٖ نیک ہونا چاہیئے اگرچہ پیشوائے دین نے نہ کی ہو صحیح بخاری شریف میں ہے۔ عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ارسل الی ابوبکر مقتل اھل الیمامۃ فاذا عمر بن الخطاب عندہ قال ابوبکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر یوم الیمامۃ بقراء القرآن وانی اخشی ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فیذھب کثیر من القرآن وانی اری ان تامر بجمع القرآن قلت لعمر کیف تفعل شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال عمر ھذا واللہ خیر فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری لذلک ورأیت فی ذلک الذی رأی عمر قال زید قال ابوبکر انک رجل شاب عاقل لانتہمک وقد کنت تکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم فتتبع القرآن واجمعه فواللہ لو کلفونی نقل جبل من الجبال ما کان اثقل علی مما امرنی بہ من جمع القرآن قال قلت لابی بکر کیف تفعلون شیئاً لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ھو واللہ خیر فلم یزل ابوبکر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری للذی شرح لہ صدر ابی بکر و عمر فتتبعت القرآن واجمعہ الحدیث - ترجمہ - جب جنگ یمامہ میں بہت صحابہ حاملان قرآن شہید ہوئے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یمامہ میں بہت حفاظ قرآن شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر یونہی لڑائیوں میں حافظ شہید ہوتے گئے تو بہت قرآن جاتا رہے گا - میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کے جمع کرنے اور ایک جگہ لکھ لینے کا حکم دیں - صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہ کام کیا ہی نہیں تم کیونکر کروگے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر خدا کی قسم کام تو خیر ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے اس معاملہ میں بحث کرتے رہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے میرا سینہ اس امر کے لئے کھولدیا اور میری رائے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی رائے سے موافق ہوگئی پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جناب زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر جمع قرآن کا حکم دیا انہیں بھی وہی شبہہ گزرا اور عرض کی بھلا آپ ایسی بات کیونکر کرتے ہیں جو حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کی صدیق اکبر نے وہی جواب دیا کہ خدا کی قسم بات تو بھلائی کی ہے پھر دونوں صاحبوں میں بحث ہوتی رہی یہاں تک کہ ان کی رائے بھی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رائے کے ساتھ موافق ہوئی اور انہوں نے قرآن عظیم جمع کیا) دیکھو جب زید بن ثابت نے صدیق اکبر اور صدیق اکبر نے فاروق اعظم پر اعتراض کیا تو ان حضرات نے یہ جواب نہ دیا کہ نئی بات نکال لینے کی اجازت نہ ہوتا تو پچھلے زمانہ میں ہوگا ہم صحابہ ہیں ہمارا زمانہ خیر القرون سے ہے بلکہ یہی جواب فرمایا کہ اگرچہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا پر وہ کام تو اپنی ذات میں بھلائی کا ہے پس کیونکر ممنوع ہوسکتا ہے اور اور اسی پر صحابہ کرام کی رائے متفق ہوئی اور قرآن عظیم باتفاق حضرات صحابہ جمع ہوا اب غضب کی

بات ہے کہ ان حضرات کو سودا اچھلے اور جو بات کہ صحابہ کرام میں طے ہو چکی پھر اکھیڑیں۔

نکتہ ۱۰۔ جو اعتراض ہم پر کرتے ہیں کہ تم کیا صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے محبت وتعظیم میں زیادہ ہو کہ کچھ انہوں نے نہ کیا تم کرتے ہو لطف یہ ہے کہ بعینہٖ وہی اعتراض اگر قابل تسلیم ہو تو تبع تابعین پر باعتبار تابعین اور تابعین پر باعتبار صحابہ اور صحابہ پر باعتبار رسُول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وارد مثلاً جس فعل کو حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین کسی نے نہ کیا اور تبع تابعین کے زمانہ میں پیدا ہو تو تم اسے بدعت نہیں کہتے ہم کہتے ہیں اس کام میں بھلائی ہوتی تو رسُول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ و تابعین ہی کرتے تبع تابعین کیا ان سے زیادہ دین کا اہتمام رکھتے ہیں جو انہوں نے نہ کیا یہ کریں گے اسی طرح تابعین کے زمانہ میں جو کچھ پیدا ہو اس پر وارد ہو گا کہ بہتر ہوتا تو رسُول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کیوں نہ کرتے تابعین کچھ ان سے بڑھ کر ٹھہرے علیٰ ہٰذا القیاس جو نئی باتیں صحابہ نے کیں ان میں بھی تمہاری طرح کہا جائیگا ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ولیکن میفزائے بر مُصطفےٰ

کیا رسُول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ان کی خوبی نہ معلوم ہوئی یا صحابہ کو افعال خیر کیطرف زیادہ توجہ تھی غرض یہ بات آن مدہوشوں نے ایسی کہی جسکی بنا پر عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ تمام صحابہ و تابعین بھی بدعتی ٹھہرے جاتے ہیں مگر اصل وہی ہے کہ نہ کرنا اور بات ہے اور منع کرنا اور چیز رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر ایک کام نہ کیا اُس کو منع بھی نہ فرمایا تو صحابہ کو کون مانع ہے کہ اسے نہ کریں اور صحابہ نہ کریں تو تابعین کو کون عائق وُہ نہ کریں تو تبع پر الزام نہیں وُہ نہ کریں تو ہم پر مضائقہ نہیں بس اتنا ہونا چاہیئے کہ شرع کے نزدیک وُہ کام بُرا نہ ہو عجب لطف ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین کا قطعاً نہ کرنا تو حجت نہ ہوا اور تبع کو باوجود ان سب کے نہ کرنے کے اجازت ملی مگر تبع میں وہ خوبی ہے کہ جب وُہ بھی نہ کریں تو اب پچھلوں کے لیئے راستہ بند ہو گیا اس بے عقلی کی کچھ بھی حد ہے۔ اس سے تو اپنے یہاں کے ایک مجتہد امام نواب صدیق حسن خان شوہر ریاست بھوپال ہی کا مذہب اختیار کر لو تو بہت اعتراضوں سے بچو کہ انہوں نے بے دھڑک فرما دیا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا سب بدعت

وگمراہی ہے اب چاہے صحابہ کریں خواہ تابعین کوئی ہو بدعتی ہے یہاں تک کہ بوجہ ترویج تراویح امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ گمراہ ٹھہرا دیا اور اعدائے دین کے پیر و مرشد عبد اللہ بن سبا کی روح مقبوح کو بہت خوش کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجلس و قیام کا انکار کرتے کرتے کہاں تک نوبت پہنچی اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے محفوظ رکھے آمین۔

نکتہ ۱۱۔ امام علامہ احمد بن قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں۔ الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لا یدل علی المنع۔ ترجمہ کرنے سے تو جواز سمجھا جاتا ہے اور نہ کرنے سے ممانعت نہیں سمجھی جاتی) شاہ عبد العزیز صاحب مغفور تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں "نکردن چیزے دیگرست و منع فرمودن چیزے دیگر" الخ ملخصاً۔ تمہاری جہالت کہ تم نے کسی فعل کے نہ کرنے کو اس فعل سے ممانعت سمجھ رکھا ہے

نکتہ ۱۲۔ سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست۔ حقیقۃ الامر یہ ہے کہ صحابہ و تابعین کو اعلائے کلمۃ اللہ و حفظ بیضۂ اسلام و نشر دین متین و قتل و قہر کافرین و اصلاح بلاد و عباد و اطفائے آتش فساد و اشاعت فرائض و حدود الٰہیہ و اصلاح ذات البین و محافظت اصول ایمان و حفظ و روایت حدیث وغیرہا امور کلیہ مہمہ سے فرصت نہ تھی لہٰذا یہ امور جزئیہ مستحبہ تو کیا معنے بلکہ تاسیس قواعد و اصول و تفریع جزئیات و فروع و تصنیف و تدوین علوم و نظم دلائل حق و رد شبہات اہل بدعت وغیرہا امور عظیمہ کی طرف بھی توجہ کامل نہ فرما سکے جب بفضل اللہ تعالیٰ انکے زور بازو نے دین الٰہی کی بنیاد مستحکم کر دی اور مشارق و مغارب میں ملت حنفیہ کی جڑ جم گئی اس وقت ائمہ و علمائے مابعد نے تخت و بخت سازگار پا کر بیخ دین جمانے والوں کی ہمت بلند کے قدم لئے اور باغبان حقیقی کے فضل پر تکیہ کر کے اہم فالاہم کاموں میں مشغول ہوئے اب تو بے خلش صرصر و اندیشۂ سموم اور بچے آبیاریاں ہونے لگیں۔ فکر صائب نے زمین تدقیق میں نہریں کھودیں ذہن رواں نے زلال تحقیق کی ندیاں بہائیں علما و اولیا کی آنکھیں ان پاک مبارک نونہالوں کے لئے تھالے بنیں خواہان دین و ملت کی نسیم انفاس متبرکہ نے عطر بازیاں فرمائیں یہاں تک کہ مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باغ ہرا بھرا پھولا پھلا لہلہایا اور اس کے بھینے بھینے پھولوں، سہانے پتوں نے چشم و کام و دماغ پر عجب ناز سے احسان فرمایا والحمد للہ رب العٰلمین اب اگر کوئی

جاہل اعتراض کرے کہ کنچھیاں جواب پھوٹیں جب کہاں تھیں۔ یہ پتیاں جواب نکلیں پہلے کیوں نہاں تھیں۔ یہ پتلی پتلی ڈالیاں جواب جھومتی ہیں نو پیدا ہیں یہ ننھی ننھی کلیاں جواب مہکتی ہیں تازہ جلوہ نما، ہیں اگر ان میں کوئی خوبی پاتے تو اگلے کیوں چھوڑ جاتے تو اس کی حماقت پر اس الٰہی باغ کا ایک ایک پھول قہقہہ لگائے گا کہ او جاہل اگلوں کو جڑ جمانے کی فکر تھی وہ فرصت پاتے تو یہ سب کچھ کر دکھاتے آخر اس سفاہت کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ وہ نادان اس باغ کے پھل پھول سے محروم رہے گا بھلا غور کرنے کی بات ہے ایک حکیم فرزانہ کے گھر آگ لگی اسکے چھوٹے چھوٹے بچے بھولے بھالے اندر مکان کے گھر گئے اور لاکھوں روپوں کا مال اسباب بھی تھا اس دانشمند نے مال کیطرف مطلق خیال نہ کیا اپنی جان پر کھیل کر بچوں کو سلامت نکال لیا یہ واقعہ چند بے خرد بھی دیکھ رہے تھے اتفاقاً انکے یہاں بھی آگ لگی یہاں نرا مال ہی مال تھا کھڑے ہوئے دیکھتے رہے اور سارا مال خاکستر ہو گیا کسی نے اعتراض کیا تو بولے تم تو احمق ہو ہم اس حکیم دانشور کی آنکھیں دیکھے ہوئے ہیں اس کے گھر آگ لگی تھی تو اس نے مال کب نکالا تھا جو ہم نکالتے مگر بے وقوف آنا نہ سمجھے کہ اس اولوالعزم حکیم کو بچوں کے بچانے سے فرصت کہاں تھی کہ مال نکالتا نہ یہ کہ اس نے مال نکالنا برا جان کر چھوڑا تھا۔ اللہ تعالٰے کسی کو اوندھی سمجھ نہ دے آمین۔

نکتہ ۱۳ - ہم نے مانا کہ جو کچھ قرون ثلثہ میں نہ تھا سب منع ہے اب ذرا حضرات مانعین اپنی خبر لیں یہ مدرسے جاری کرنا اور لوگوں سے ماہوار چندہ لینا اور طلبہ کیلئے مطبع نولکشور سے فیصدی دس روپے کمیشن لیکر کتابیں منگانا اور تخصیص روز جمعہ بعد از نماز جمعہ وعظ کا التزام کرنا جہاں وعظ کہنے جائیں نذرانہ لینا دعوتیں اڑانا مناظروں کے لئے پنچ اور جلسے مقرر کرنا۔ مخالفین کے رد میں کتابیں لکھوانا۔ چھپوانا۔ وعظوں کا تشہر اشتہار گشت لگانا۔ صحاح کے دو دو ورق پڑھ کر محدثی کی سند لینا اور ان کے سوا ہزاروں باتیں کہ سب اکابر واصاغر طائفہ میں بلانکیر رائج ہیں قرون ثلثہ میں کب تھیں اور ان پیشوایان فرقہ جدیدہ کا تو ذکر ہی کیا جو دو دو روپے نذرانہ لیکر مسئلوں پر مہر کریں مدعی مدعا علیہ دونوں کے ہاتھ میں حضرت کا فتویٰ۔ حج کو جائیں تو حیات کیلئے کمشنر دہلی و کمشنر بمبئے کی چھٹیاں ضرور ہوں شاید یہ باتیں قرون ثلثہ میں تھیں یا تمہارے لئے پروانہ معافی آگیا ہے کہ جو چاہو کرو تم پر کچھ مواخذہ نہیں یا نکتہ چینیاں انہیں باتوں میں ہیں جنہیں

تعظیم و محبت حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علاقہ ہو باقی سب لال و شیر مادر و لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی الاکبر۔

نکتہ ۱۴۔ واجب الحفظ۔ افسوس کیا الٹ زمانہ ہے امورِ تعظیم و ادب میں سلف صالح سے آج تک برابر ائمہ دین کا یہی داب رہا ہے کہ ورود و عدم ورود خصوصیات پر نظر نہ کی بلکہ تصریحاً قاعدہ کلیہ بتایا کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسناً۔ ترجمہ جس بات کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب و تعظیم میں زیادہ دخل ہو وہ بہتر ہے۔ کما صرح بہ الامام المحقق علی الاطلاق فقیہ النفس سیدی کمال الملۃ والدین محمد فی فتح القدیر و تلمیذہ الشیخ رحمۃ اللہ السندی فی المنسک المتوسط واقرہ الفاضل القاری فی المسلک المتقسط واقرہ فی العالمگیریہ وغیرھا۔ اور امام ابن حجر کا قول گذرا کہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہر طرح بہتر ہے جب تک کہ الوہیت اللہ میں شریک نہ ہو اسی لئے سلفاً و خلفاً جس مسلمان نے کسی نئے طریقہ سے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب کیا اس ایجاد کو علما نے اس کے مدائح میں شمار کیا نہ یہ کہ معاذ اللہ بدعتی گمراہ ٹھہرایا۔ یہ بلا انہیں مدعیان دین و ادب میں پھیلی کہ ہر بات پر پوچھتے ہیں فلاں نے کب کیں فلاں نے کب کیں حالانکہ خود ہزاروں باتیں کرتے ہیں جو نہ فلاں نے کیں نہ فلاں نے کیں مگر یہی طرق تعظیم نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم کے گھٹانے مٹانے کے لئے ایک حیلہ نکال لیکر زبان سے کہتے جائیں ع لعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر، اور بلطائف حیل جہاں تک بن پڑے امور محبت و تعظیم میں کلام کرتے جائیں آخر ان کا امام اکبر تقویۃ الایمان میں تصریح کر چکا کہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف ایسے کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس میں سے **کمی کرو** یہ ایمان ہے یہ دین اور یہ دعویٰ ہے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ خیر بات بڑھتی ہے مطلب پر آیئے ہاں تو اگر میں ان امور کا استیعاب کروں جو در بارۂ آداب و تعظیم حادث ہوتے گئے اور اس احداث کو علما نے موجد کے مدائح سے گنا تو ایک دفتر طویل تر ہے لہٰذا چند مثالوں پر اقتصار کرتا ہوں۔

مثال ۱۔ سیدنا امام مالک صاحب المذہب عالم المدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باآنکہ

مثل سیدنا عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالٰی عنہم اتباع سلف وصحابہ کرام کا احداث میں نہایت ہی اہتمام رکھتے تھے اس پر ان کے ایمان ومحبت کا تقاضا ہوا کہ ادب حدیث خوانی میں وُہ وُہ باتیں ایجاد فرمائیں جو صحابہ وتابعین سے ہرگز منقول نہ ہوئیں اور وہ ایجاد تمام، علمائے کے نزدیک امام مالک کے فضائل جلیلہ سے ٹھہرا اور ان کی غایت ادب ومحبت پر دلیل قرار پایا امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ شفا شریف میں لکھتے ہیں۔

قال مطرف کان اذا اتی الناس مالکا خرجت الیھم جاریۃ فتقول لھم یقول لکم الشیخ تریدون الحدیث او المسائل فان قالوا المسائل خرج الیھم وان قالوا الحدیث دخل مغتسلہ واغتسل وتطیب ولبس ثیابا جدیدۃ ولبس ساجۃ وتعمم ووضع علی راسہ رداءہ وتلقی لہ منصۃ فیخرج فیجلس علیھا وعلیہ الخشوع ولا یزال یتبخر بالعود حتی یفرغ من حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال غیرہ ولم یکن یجلس علی تلک المنصۃ الا اذا حدث عن رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ابن ابی اویس فقیل لمالک فی ذلک فقال احب ان اعظم حدیث رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا احدث بہ الا علی طھارۃ متمکنا۔ ترجمہ۔ یعنے جب لوگ مالک بن انس کے پاس علم حاصل کرنے آتے ایک کنیز آکر پوچھتی شیخ تم سے فرماتے ہیں تم حدیث سیکھنے آئے ہو یا فقہ ومسائل اگر انہوں نے جواب دیا فقہ ومسائل جب تو آپ تشریف لے آتے اور اگر کہا حدیث تو پہلے غسل فرماتے خوشبو لگاتے نئے کپڑے پہنتے طیلسان اوڑھتے اور عمامہ باندھتے۔ چادر مبارک پر رکھتے ان کے لئے ایک تخت مثل تخت عروس بچھایا جاتا اس وقت باہر تشریف لاتے اور نہایت خشوع وخضوع اس پر جلوس فرماتے اور جب تک حدیث بیان کرتے تھے اگر سلگاتے اور اس تخت پر اسی وقت بیٹھتے تھے جب نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنا ہوتی حضرت سے اسکا سبب پوچھا گیا فرمایا میں دوست رکھتا ہوں کہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم کروں اور میں حدیث نہیں بیان کرتا جب تک وضو کر کے خوب سکون ووقار کے ساتھ نہ بیٹھ لوں

مثال ۲ - اسی میں ہے کان مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا یرکب دابۃ بالمدینۃ وکان یقول استحیی من اللہ تعالیٰ ان اطأ تربۃ فیھا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحافر دابۃ

ترجمہ:۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے مجھے شرم آتی ہے خدا تعالیٰ سے کہ جس زمین میں حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوں اسے جانور کے سم سے روندوں۔

مثال ۳ - اسی میں ہے۔ وقد حکی ابو عبدالرحمٰن السلمی عن احمد بن فضلویہ الزاھد وکان من الغزاۃ الرماۃ انہ قال ما مست القوس بیدی الا علی طھارۃ منذ بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخذ القوس بیدہ۔ ترجمہ: امام ابو عبدالرحمٰن سلمی احمد بن فضلویہ زاہد غازی تیرانداز سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے کبھی کمان بے وضو ہاتھ سے نہ چھوئی جب سے سنا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کمان دست اقدس میں لی ہے۔

مثال ۴ - امام ابن حاج مالکی کہ مستندین مانعین سے ہیں اور احداث کی ممانعت میں نہایت تصلب رکھتے ہیں مدخل میں فرماتے ہیں وتقدمت حکایۃ بعضھم انہ جاور بمکۃ اربعین سنۃ ولم یبل فی الحرم ولم یضطجع فمثل ھذا یستحب لہ المجاورۃ او یؤمر بھا۔

ترجمہ۔ بعض صالحین چالیس برس مکہ معظمہ کے مجاور رہے اور کبھی حرم محترم میں پیشاب نہ کیا نہ لیٹے ابن حاج کہتے ہیں ایسے شخص کو مجاورت مستحب ہے یا یوں کہئے کہ اسے مجاورت کا حکم دیا جائے گا۔

مثال ۵ - اسی میں ہے وقد جاء بعضھم الی زیارتہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم یدخل المدینۃ بل زار من خارجھا ادبا منہ رحمہ اللہ تعالیٰ مع نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیل لہ الا تدخل فقال امثلی یدخل بلد سید الکونین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا اجد نفسی تقدر علی ذلک او کما قال

ترجمہ۔ یعنی بعض صالحین زیارت نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے حاضر ہوئے تو شہر میں نہ گئے بلکہ باہر سے زیارت کر لی اور یہ ادب تھا اس مرحوم کا اپنے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے ساتھ اس پر کسی نے کہا اندر نہیں چلتے کہا کیا مجھ سا داخل ہو سید الکونین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے شہر میں۔ میں اپنے میں اتنی قدرت نہیں پاتا ہوں۔

مثال ۶۔ اسی میں ہے۔ قد قال لی سیدی ابو محمد رحمہ اللہ تعالیٰ لما ان دخل مسجد المدینۃ ما جلست فی المسجد الا الجلوس فی الصلوٰۃ او کلاما ھذا معناہ وما زلت واقفا ھناک حتی رحل الرکب۔

ترجمہ۔ یعنے مجھ سے میرے سردار ابو محمد رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا جب میں مسجد مدینہ طیبہ میں داخل ہوا جب تک رہا مسجد شریف میں قعدہ نماز کے سوا نہ بیٹھا اور برابر حضور میں کھڑا رہا جب تک قافلہ نے کوچ کیا۔

مثال ۷۔ اس کے متصل انہیں امام سے نقل کرتے ہیں۔ ولم اخرج الی البقیع ولا غیرہ ولم ازر غیرہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکان قد خطر لی ان اخرج الی البقیع الخ فقلت الی این اذھب ھذا باب اللہ تعالیٰ المفتوح للسائلین والطالبین والمنکسرین والمضطرین والفقراء والمساکین ولیس ثم من یقصد مثلہ فمن عمل علی ھذا ظفر ونجح بالمامول والمطلوب او کما قال۔

ترجمہ۔ میں حضوری چھوڑ کر نہ بقیع کو گیا نہ کہیں اور گیا نہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی زیارت کی اور ایک دفعہ میرے دل میں آیا تھا کہ زیارت بقیع کو جاؤں پھر میں نے کہا کہاں جاؤں گا یہ ہے اللہ کا دروازہ کھلا ہوا سائلوں اور مانگنے والوں اور دل شکستوں اور بیچاروں اور مسکینوں کے لئے اور وہاں حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سوا کون ہے جس کا قصد کیا جائے۔ فرماتے ہیں پس جو کوئی اس پر عمل کریگا ظفر پائے گا اور مراد ومطلب ہاتھ آئے گا۔

اب فقیر سرکار قادریہ غفر اللہ تعالیٰ لہ بھی اس فتوے کو انہیں مبارک لفظوں پر ختم کرتا ہے کہ جو کوئی اس پر عمل کریگا ظفر پائیگا اور مراد ومطلب ہاتھ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اپنے رب کریم تبارک وتعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہے کہ یہ فتویٰ نہ صرف مسئلہ قیام ہی میں بیان کافی و

برہان شافی ہو بلکہ بحول اللہ تعالیٰ اکثر مسائل نزاعیہ میں قول فیصل قرار پائے اور جسے خدا چاہے اس کے لئے شاہراہ تحقیق پر مشعل ہدایت ہو جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وسراج افقہ سیدنا ومولٰنا محمد والہ وصحبہ اجمعین

آمین آمین آمین

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبد المصطفٰی احمد رضا خاں

نقل عبارات ومواہیر فضلائے بدایوں وعلمائے رامپور وغیرہم

ذلک الجواب العجاب ہو الصواب لا ریب فیہ ولا ارتیاب فللہ در المجیب المثاب حیث اتی بالتحقیق الحقیق فیما اجاب العبد محمد گوہر علی عفی عنہ

للہ در المجیب المثاب حیث افاد واطاب و اجاد واباد اہل الجحود المستحقین للعقاب

المجیب مصیب ویثاب والجواب صحیح وصواب حررہ الفقیر الحقیر المفتقر مطیع رسول اللہ القادر المدعو محمد عبد المقتدر العثمانی القادری الحنفی غفر اللہ تعالیٰ بجاہ نبیہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

الحمد لله ما اجاب به مولٰنا المحقق
واستاذنا المدقق دام فضله ومدظله
فهو الحق بلا فرية وخلافه باطل
بلا مرية والله تعالیٰ اعلم کتبه
الفقیر عبد الله بن احمد القریشی غفر الله
تعالیٰ له فقط

(مہر) عبد الله عفی عنه ۱۳۰۱ھ

اصاب من اجاب حرره الفقیر
عبد القادر القادری عفی عنه

الجواب صواب (مہر) محمد امداد حسین ۱۲۸۵

قد اصاب من اجاب (مہر) محمد حافظ بخش ۱۳۰۲

صح الجواب بلا ارتیاب

(مہر) عبد الرزاق

ساکن مکه معظمه زادها الله شرفا

لقد تم الجواب وحبذا التحقیق للصدق والصواب
ولعمری انها العروة وثقی لطالب الرشد
والهدی یستغنی بها عما سوی کیف لا ومن
له ادنی بصیرة وروی فانه یریها
اجدی من تفاریق العصا ویهتدی بها
الی صراط مستقیم وطریق السوی ومن
جعل الله له نورا ونور عین بصیرته بکحل
الانصاف والتقی فانه لاحمد رضا الفاضل
المجیب الذی بذل جهده للحق وسعی
وجمع الادلة وادنی واتی بتحقیق مرضی
واستقصی حتی صار بمقابلة اهل الضلال
مصداقا للقول الدائر والمثل السائر لکل فرعون
موسیٰ وکذالک یحق الله الحق ویقذفه علی
الباطل فیدمغه فاذا هو زاهق واهوی ومن کان
فی هذه الورقة اعمی فهو فی الآخرة اعمی واضل سبیلا
وربکم اعلم بمن ضل عن سبیله وهو اعلم بمن اهتدی
الراقم الاواه العبد محمد سلامت الله

(مہر) محمد سلامت الله

الجواب صحیح والراقم نجیح کتبه محمد سلطان عفی عنه
(مہر) محمد سلطان

من اجاب فقد اصاب کتبه عزیز الاواه محمد شاه عفی عنه الله
(مہر) محمد شاه ۱۳۰۲

چند نادر علمی اور تاریخی کتابیں

کتاب	قیمت
شرح عبدالحق خیرآبادی بر میر زاہد ملا جلال	۱۳/۵۰
النبراس شرح شرح عقائد مجلد	۴۰/-
تذکرہ اکابر اہل سنت	۳۰/-
امتیازِ حق	۷/۵۰
باغی ہندوستان	۱۸/-
فضلِ حق خیرآبادی اور سن ستاون	۵/-
تحقیق الفتویٰ (فارسی اردو)	
دو اہم فتوے	۲/۲۵
تذکرہ [illegible]	۱۶/۵۰
کوثر الخیرات	۱۶/۵۰
جلاء الصدور	۲۷/-
الروض المجود (عربی اردو)	۴/-
زلزلہ	۹/-
تبلیغی جماعت	۹/-
محمدٌ نورٌ	۲/۲۵
خطبات سنی کانفرنس	۲۱/-
تحریک آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم	۲۱/-
جماعتِ اسلامی	۴/-
اقبال کا آخری معرکہ	۶/-
مذاہبِ اسلام	۶۰/-
المبین (سید سلیمان اشرف)	۱۳/۵۰
ذکرِ بالجہر	۹/-
مقامِ سنت	۷/۵۰
کریمہ	-/۶۰
نا[illegible]	۱/-
پند نامہ	۲/۲۵
قانونچہ کھیوالی	۴/-
صرفِ بھترال	۶/-
المرقاۃ	۶/-
منیۃ المصلی	۱۲/-
تحریرِ سنبٹ	۱۶/۵۰
زلف و زنجیر	۱۲/-
اغثنی یا رسول اللہ	[illegible]
یادِ اعلیٰ حضرت	[illegible]
بذل الجوائز	[illegible]
ایذان الاجر	[illegible]
غایۃ التحقیق	[illegible]
النیرۃ الوضیۃ	[illegible]
اقامۃ القیامہ	[illegible]
تجلیۃ السلم	
میلادِ نبوی	[illegible]
سُنّی کانفرنس (پس منظر)	
سُنّی کانفرنس (روئداد)	[illegible]
شاہ عبدالقدیر بدایونی	[illegible]
کشف النور (عربی اردو)	[illegible]
محققانہ فیصلہ	[illegible]
شرح الصدور	[illegible]
نغمۂ محبوب	[illegible]

مکتبہ قادریہ ◎ لاہور